

RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED

برقی طوطی

یہ برقی طوطی سالہ آسان عبارت میں موجودات ہے یہ سب مخلوق و قیام
برحق کی پیدائش کے بعد کر عیاد اور رموز کو نمایاں کرتا ہے جو کہ
درس سے مدد رسو کو بخیرانی اور جبکہ اور اک سرمد کو کچھ سرگردانی تھی
اسکی مانند دوسرا سالہ شرفی زبانوں کی سب معلوم تھا یہ برقی طوطی کا پیش تر
موسم ہے

رموز سب

CHECKED 1993

ماہیت تکون موجودات

جسکو عالم میں داخل ہونے والی ذات لانا تو ہی محمد علی بن عبد اللہ کیانی سب سے بڑا
پولہ جت لانا ریت اور پیو کا نام لانا کہنا کہ یہ ہیں علی ایلی و سوا انھما کیا کیا
کیا گویا دیا و عیاد کو کچھ نہیں دیکھا

CHECKED

برقی طوطی

Checked
1987

تشریح

نحمدہ وفضل کتاب رموز ہستی کے نام ہی پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس میں جاہلیات کو گمراہی و سیال اور حقائق
مکملات اور فضا، بسیط اور جو محیط اور نظام عالم علوی و غلی کے پہچاننے کے کیسے دلائل ہیں۔ بیشک انسان آفتاب حقیقت کا ایک
ذرہ ہے مگر لامتناہی محض نہیں۔ ذرہ کو کبھی اپنی وجود میں آفتاب سے اگر نسبت ہو۔ نسبت ہی نہیں بلکہ آفتاب کی جھلک اور اس کو پروردگار کی
عطا کردہ اسے جسکی قوت سے وہ ہر وقت اور ہر جگہ رہتا ہے یعنی اسکی تابناکی دیکھنے والوں کی آنکھوں میں بجلی کی چمکوں کی
طرح پہرتی رہتی ہو۔ انسان بڑیکہ ایک ذرہ ہے لیکن میا ہی ذرہ ہے جیسے غرض حقیقت الہی کہ مقابلیں آفتاب تبارک و تعالیٰ
مگر مرد و ماہ ایسے دیکھیں جنہوں نے دنیا کی آنکھوں پر تحریر کی نقاب ڈال دی ہے۔ کتاب رموز ہستی اس نقاب کا ہٹانا
اور حقیقت کا جلوہ دکھانا چاہتی ہے یہ مقولہ عام صحیح ہے کہ خدا کی باتیں خدا ہی جانتی ہیں لیکن انسان بھی کچھ
جانے جسکو قدرت الہی نے جانتے اور پہچاننے کے دلائل عقل اور اک تیز عطا فرمائی ہے جناب باری فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ یَعْلَمُونَ
وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُونَ یعنی جاننے والے اور نہ جاننے والے (علماء اور جہلاء) ہرگز برابر نہیں دیکھ رہے ہیں کہ انکو
حقائق موجودات کا علم ہے اور یہ علم جناب باری کی ذات یا صفات کے جاننے کا اگر ہے اور یہ ظاہر ہے کہ مصنوعات
کا حقد زیادہ علم ہوگا اور بقدر صلاح کے وجود کا علم ہوگا اور زمی کی سوئی کے دیکھنے سے سوئی کی صفت معلوم ہوگی اور
نقدیہ اور انجن کے دیکھنے اور انکے چلنے سے سوئی کی صفت معلوم ہوگی اب کیا کوئی کہہ سکتا ہو کہ صفت ایک سوئی
کا دیکھنے والا اور اسکی صفت پر غور کرے تو اس شخص کی برابر ہے جسے توپ اور انجن کے پرزروں اور اونچے اسٹیم پر غور
کیا ہو ملک اور قوم کو جو محقق۔ تحریر مدقن اسلامی نظام اسلام کی مکمل غائب کلمات ان شاء اللہ محمد عبد الرحمن صاحب کمالی
کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ حقیقت کی پردہ کا گوشہ فکر رموز ہستی اور غور و غفلت کی جھلک دکھانا چاہتا ہو یہی غفلت طبعی الیات وغیرہ
علم فنون کے جو سائل بڑے بڑے مضبوط اور دقیق کتابوں میں تو اور جسکے سمجھنے کی علماء اور فضلا ہی کو قابلیت تھی
انکو ترجمہ سے ایسا آسان اور ارزاں بلکہ مفت گنج باور و دنیا دیا کہ جس شخص کو زبان اردو میں کچھ بھی سواد ہی وہ ہستی کی
رموز سے اچھی طرح واقف ہو کر یہی علموں سے بچا اور پکا مومن بن سکتا ہے اس کتاب قدیم اور جدید دونوں مملکت حقیقت
موجودہ ہم دعا کرتے ہیں اور تمام ناظرین کتاب کو اپنی دعائیں شریک کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت باری مصلحت کی عطا و نیت جان نال
ہیں زیادہ ترقی ترقی اور آپ کو وجود و باوجود کو اہل اسلام کے سر پر تادیر قائم رکھیں ابو ادیس احمد شمس شوکت اور شیخ محمد

بسم الله الرحمن الرحيم

التماس مؤلف

رسالہ ہذا کی سہل ترین عبارت میں نہایت درجہ مشکل اور دقیق مسائل بیان ہوئے ہیں مشرقی بالغات خصوصاً اردو میں یہم اپنے جدید مضامین کے سبب سب سے مختصر ہے ایک اعلیٰ شے کی پیدائش کی کہا ہے حقیقت ظاہر کرنا اور درجہ مشکل امر ہے۔ اور اس رسالہ میں تو تمام موجودات فضا کے نامتسا ہی اجساد مثل خلا۔ حرارت۔ ثوابت۔ لالچہ ولاحتی۔ آفتاب۔ سیارے۔ کرہ زمین۔ اجسام منجمدہ حیوانات نباتات۔ جمادات۔ مستحیل۔ اور رہو ایک کی تکوین کی وجہ وجہ اور سبب مقبول اور مدلل کو مختصر اور درجہ مشکل میں بیان کیا ہے۔ ایسے مضامین کے تذکرہ میں غلطیوں کا رہنا کئی سبب سے ہوتا ہے اول الوجہ کوئی مؤلف کسی کتاب کو نہاتا ہے تو دوسری کتابوں سے اس کو مطالبہ اور مضامین کا انتخاب کرنے پڑتے ہیں۔ تاہم اس میں غلطیاں رہ جاتی ہیں۔ اور اس رسالہ کے بعض نئے مسائل کو کسی کتاب سے انتخاب نہیں کئے گئے۔ اس لئے اس میں غلطیوں کا رہنا ضرور ہے۔ دوسرے مؤلف کی قلت استعداد غلطی رہ جانے کی شاہد حال ہے۔ اس لئے جیسے مضمون کا دستور ہے اس طرح سے میری غرض نہیں ہے بلکہ بلا تفسیر یہ بات ظاہر کی جاتی ہے کہ ناظرین پر متوجہ جان کہیں اس کے مطالعہ میں غلطی پائیں اس کی اصلاح کریں یا بشرط زندگی مؤلف کو تردید اور اعتراف سے ممنون فرما کر جواب سے رفع شک فسر بالین۔ اس رسالہ کی تین فصلیں ہیں اول کالیات کی پیدائش میں۔ دوسری عالم نامیہ کے سطح زمین پر ظاہر ہونے کے بیان میں تیسری فصل انسان کی ہستی میں۔ جو کہ یہ رسالہ اختصار سے کسی قدر مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے ہر ایک جلد تشریح طلب ہے اگر توفیق رفیق ہوئی۔ تو یہ مجمل بیان مفصل لکھا جائیگا۔ فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل اول مابینیت موجودات الاستثنائی العبادین!

جو حصہ زمین کا آفتاب کی روشنی سے منور رہتا ہے دن کہلاتا ہے اور اس کے برعکس رات جو کہ ہر ایک سال تمہارے ایک نقطہ اعتدال یعنی اور دوسری نقطہ اعتدال یعنی مین بارہ بارہ عتبات کامل کا ہوتا ہے اور دن کو کوئی ستارہ بحر آفتاب کے نظر نہیں آتا۔ رات کو آسمان کی طرف دیکھنے سے بیشمار ستارے نظر آئیں گے۔ اور جب دو زمین سے دیکھے جائیں گے تو ان کی کثرت حیرت انگیز ہوگی اور جب قدرۃ دو زمین ہوگی وہ کثرت از حد ترقی پذیر مشاہدہ میں آویں گی۔ حالانکہ دن میں سے ایک بھی دکھائی نہ لگا۔ یہاں تک کہ عطار و جو بہ نسبت اور سیاروں کے آفتاب سے قریب ہے وہ بھی بخوبی نظر نہ آئے گا۔ حالانکہ عطار کی دوری آفتاب سے ساڑھے تین کروڑ میل ہے۔ اور اپنے حجم میں اتنا بڑا ہے کہ اس کا قطر تین ہزار دو سو چوبیس میل ہے۔ جو اجرام اس سے چوٹے اور نزدیک ہیں وہ تو مطلق نظر نہ آئیں گے۔ بہت سی عجیب و غریب چیزیں جو آفتاب کے گرد و رہوں گی۔ ہم نہیں دیکھ سکتے اور وہ عجائبات ہمیشہ ہم سے چھپے ہوئے ہیں۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ جب سورج کہیں پورا ہوتا ہے۔ تو اندر پیرا ہو جائے سے ستارے نظر آنے لگتے ہیں حالانکہ پورا سورج کہیں ہونہیں سکتا۔

سورج کہیں آفتاب اور زمین کے بیچ مین چاند کے آجانے سے ہوتا ہے۔ اور سورج سے زمین چارہ لاکھ حصوں سے ایک حصہ کے انداز میں کچھ لمبی کے ساتھ ہے۔ اور چاند زمین سے تیرہ حصہ چوٹا ہے۔ پس چاند کا بہ نسبت سورج کے نہایت درجہ چوٹا ہونا اس سے ظاہر ہے یعنی سورج کا قطر آٹھ لاکھ اسی حصہ اور چاند کا قطر دو حصہ اور ایک سو شتر میل ہے۔ وہ اپنے چوٹی پٹے سے کس طرح نہایت بڑے کرہ آفتاب کو اہل زمین سے

چہا سکتا ہے بہت سے عجائب فلکی نہایت درجہ عجیب و غریب ہیں۔ منجملہ اوں کے راگوں تو بہت
سیا رات۔ اقدار۔ مشہار۔ ویدار تارے مختلف صورت اور رنگ کے اور مشاہدوں کا نظارہ کیسا
کچھ عجیب و غریب ہے۔ ثوابت نہایت دور ہیں۔ اور آپس میں ان کا قاعدہ نہیں ہے۔ چنانچہ جو ثوابت شد
سب میں بڑا اور سب سے قریب تر معلوم ہوتا ہے وہ ہم سے بہ نسبت بعد افتاب کے قریب لاکھ مرتبہ
کے دوری رکھتا ہے۔ اور جو سب سے چوٹے چھوٹے ستارے دکھائی دیتے ہیں ان کی کوچکی زیادہ
دور ہونے کے سبب ہے۔ چنانچہ ان کی دوری کی نسبت کڑوڑوں اربوں عددوں کی ترقی مدراج کو بزرگ احاطہ
خیال کرنا چاہئے تمام قواعد ریاضی اور ہندسہ کے دوری کو نہیں دیکھ کر کہہ سکتے ہیں یہ وہ ثوابت ہیں جو نظر سے نہیں کیج سکتے
سہاری ہینائی کام نہیں دیکھ سکتی اور جب کانورس ہو چکا وہ خارج از محبت ہیں۔ رفتار اور ایک ثانیہ میں قریب دو
لاکھ میل کے ہے پس بہت سے ثوابت کی روشنی اتنا دے آفرینش تکائنات سے باوجود اس قدر فضا کے
تا حال زمین تک نہ آئی اور پھر اسی قدر عرصہ نامتناہی تک بعد کے سبب نہ آئی گی۔ مگر کہ مرہ جو
کے عرصہ کو بیش کڑوڑ برس خیال کرتے ہیں پھر اس کے عرصہ زندگی کو اسی پر قیاس کر لیں مگر
مگر کہ ارض سے تیرہ حصہ زمین اور چالیس حصہ مادہ میں کم ہے۔ اور مگر ارضی زندہ ہے اس کی
سیدائش کا عرصہ بہت زیادہ ہے۔ جس کا عدد متحقق نہیں ہوا۔ غالباً عدد مگر وہ اس کی درانی عمر میں
انتہائے مراتب اعداد کو اکائیوں کا مرتبہ نہیں دے سکتا۔ منجملہ ثوابت کے یہ آفتاب ایک ثابہ ہے
اور جب قدر اجرام اوس کے گرد فیضی لئے کو گردش کرتے ہیں منجملہ اوں کے سیارے ہیں۔ اوں بہت
سے سیارے ہیں سے یہ ایک زمین عالم نامیہ اور غیر نامیہ سے آباد ہے نہایت ممکن اور قطب شمالی ہے
کہ ہر ایک ثوابت مثل ہمارے آفتاب کے ہو۔ جسکے گرد کوئی عالم مانند اس زمین کے جو مسکن زندگانی اور
خوشی کے میں گردش کرتے ہوں۔ نظام شمسی کے عام سیارے اپنی حالتوں میں زمین کے موافق
نظر آتے ہیں۔ کیلئے کہ جو رعایتیں آباد ہونے کی اس زمین پر نظر آتی ہیں وہ اور بھی سیاروں میں باقی

مگر کہ زمین کی مساحت شمالی قطب تارے سے ہوتی ہے۔ خط استوا والوں کو قطب اوق معلوم ہوتا ہے جب کوئی شمال قطب خط
استوا سے جاوے مارہ بلند ہوتا ہو معلوم ہوگا قطب زمین دھرتی اس طرح جاوے گا بلکہ دائرہ میں ہر اکوس کا ہوا جسکو چاروں طرف
دینے سے زیادہ ہزاروں میں جبکہ ثوابتیں ہزاروں میں ہوں اور مگر چاک کی حست اختلاف نظر اوقی ہو رہا ہے کہ کسی کو ایک نظر سے
کے اختلاف سوائے کے فرق میں غلطی رہتی ہو اس لئے زمین کی ایک نصف النہار کے دو مختلف مقام سے بھی طر پر معلوم ہو سکتی ہے
حست آفتاب کی گردش ہر جرم شمس کی اختلاف النظر سے اسی قواعد ہندسہ کے بموجب کہ جب زاویہ اور ایک ضلع معلوم ہو باقی
دو ضلع ایک معلوم ہو جو خوبی خوبی ہو اور قواعد ہندسہ کے بموجب یہ تمام کوائف کی سلاہ گردش کے راجع تمام ہندسہ اس سے

سیارے کی حالت

جانی ہیں جیسے اول میں رات اور دن کا ہونا معلوم کا بدلنا اور باؤل اور آتش فشاں پہاڑوں کا ہونا
 ہوا کا ہوتا باؤلون کا برسنا دیکھا گیا ہے۔ غرض کتاب ان تمام اجرام کا فیض بخش مری ہے جو فیض
 پائے کو اد اسکے گرد پھرتے ہیں۔ اور جب اجرام اسکے گرد بہنے لگے خدم و شمس کے ہیں۔ کیا تعجب کہ سورج بھی
 بہنے لگے ان پھرنے والے اجرام کے مع اپنے شمس و خدم سیاروں کے اور کسی اعلیٰ درجہ ثابتہ ملقب ثابتہ
 الثواب یا شمس الشمس کا منجملہ بلکہ شمس و خدم و الوان کے ایک لڑنے خادم ہو اور مدت مدید
 میں مع اپنے متعلقین سیاروں کے دوش کے گرد گردش سے فیض پاتا ہو۔ اور اس فیض کو خود اس
 حاصل کر کے دوسروں کو پہنچاتا ہو۔ اہل علمیت اس بات کو پایہ اثبات پر پہنچاتے ہیں۔ سورج غایت
 درجہ کی لطیف حرارت کے مانند بہا بہا کا ایک ڈھیر تھا۔ اور وہ وسیع فضا میں نہایت وسعت کے ساتھ
 حلقہ دار استدار پھیلا ہوا تھا کہ حد شمس مرکزی سے باہر تھا جس قدر شمس مرکزی سے ٹکڑا سکا سکا اور
 یہ کڑے شمس موجود ہو اور جو کشتی مرکزی سے نہ ٹکڑا سکا اسکے ٹکڑے ہیروں سے اور ان اجرام سیاروں کا وجود ہی ہوا
 گرد گردش کرتے ہیں نظام شمس کا بننا اس طرح پایا جاتا ہے جسے علاوہ سورج کے عطارد زہرہ۔ مریخ۔ مین
 سیارات جدیدہ۔ مشتری۔ زحل۔ نیپچون۔ پلوٹس۔ اور اونینجے جتنی اقمار ہیں وہ اقمار اور وہ کتا پری و دیگر مین
 زمین جیٹانی بہا بہا کی شکل میں تھی اور اب سکاڑ کر ٹکڑ ہو گئی۔ اس کا قطر موجودہ قطر سے اٹھارہ سو درجہ زیادہ تھا
 جتنا بڑا سطح سورج کا ہے۔ اس کے زیادہ عرصہ کو گھیرے ہوئے بہتا یہ سکاڑا اول تو کشتی مرکزی کے سبب در
 ایتھر کے باعث بیرونی سطح کے سرد ہونے سے ہوا جو سب عالم میں پھیلا ہوا ہے۔ ایتھر کائنات میں منتشر ہے
 جو سب لطیف اشیاء سے لطف ہی اور اس کی کام روشنی پہنچانے اور سردی کرنا ہے۔ اگر تبصرہ نہ تو نہ
 روشنی پھیلتی نہ سردی شدہ درجہ کی گرمی ہی گرمی رہتی کہ ذات تک گج جاتی غرض سطح زمین حرارت سے
 ہوا اٹھاد رہا ہوتا۔ یہ سیال ہوا بہہ سیال حالت گردش سے قدرتی قانون کے مطابق شکل گردی
 پیدا ہوئی۔ رقیق اجسام جب گردش کی حالت میں ہوتے ہیں تو وہ اپنی مدد گردی شکل سناتے ہیں۔
 دیکھو جب پانی کا قطر گرم ہوے پر ڈالا جائیگا تو وہ گردی شکل میں گردش کر لے گا۔ گرہ زمین ہقیاس حرکت
 کی سو درجن کی گرمی کو سکاڑے ہیں تاکہ درجہ زیادہ حرارت کے برابر اسکے مرکزی خیال کرنا چاہیے پھر
 مرکزی درجہ حرارت ہے اور سطح تک رفتہ رفتہ کم ہوتی گئی ہے تمام سیاروں میں بھی یہی قاعدہ
 ہے جو کہ سورج کے گردش کرتے ہیں۔ اور ہوا اٹھانے لورانی حالت سے سکاڑ کر گردی کی ظلمانی حالت میں آج
 پہلے دن کی چمک اس درجہ تھی جیسے ستارے جس سال رات میں ہماری نظر کے سامنے چمکتے ہیں
 اور گردش محوری اور گردش دوری کے تابع ہیں۔ زمین کی حرکت دھڑی حرکت سالانہ کہلاتی ہے۔

جواب نے مدار سورج ۲۵۹۶۵۱۳۶۵ دن میں پھر جاتی ہے۔ اور اپنے محور کے گرد چوبیس گھنٹے میں گردش کرتی ہے۔ جسکو گردش روزانہ کہتے ہیں۔ گردش محوری سے ہر ستارہ اپنے قطبوں سے دیا ہوا اوج میں سے اوج ہوا ہے۔ چنانچہ جو گرہ چکر دار اپنے محور پر دائمی گردش رکھتا رہے ہمیشہ ایسی ہی حالت پیدا کرے گا۔ برخلاف ہٹوس گرہ کے جو مثل پتھر کی گیند کے اپنے محور کے گرد برسوں پھرے مگر اس میں کچھ فرق ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ ہمارے ستارہ کی اصلی قدیمی حالت رقیق تھی۔ تمام اجسام میں خود بخود حرکت کی تھی۔ ہین قدرتی قوتوں سے سب متحرک ہیں۔ جو اجسام آپس میں موانع ہیں وہ ساکن کھلاؤں کے اور جو غیر موانع ہیں وہ متحرک کشش کهربائی جو برق ہے اور اسی کو قوت جاذبہ کہتے ہیں تمام عالم میں خود ہی اسی کے سب کو بنایا اور اسی سے سب بنے۔ یہ قوت جاذبہ وہ طاقت ہے جو مادہ کے اجزاء کو ایک دوسرے کی طرف کھینچتی ہے۔ اجزاء ہمیشہ اپنے گرد کے اجزاء سے متاثر ہوتے رہتے ہیں تمام اجسام خواہ وہ ساکن ہوں یا متحرک ہوں قوتوں سے متحرک ہیں۔ ہر جسم کی کشش اور ایک مادہ کے انداز پر مبنی ہے۔ یعنی اذن اجزاء کے شمار کے انداز پر جن سے وہ جسم بنایا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ نظام شمسی میں کوئی جسم سورج سے بڑا نہیں۔ جتنے ستارے ہیں سب اس سے نہایت درجہ چھوٹے ہیں اور آپس میں غیر موانع ہیں۔ اگر سورج اور ستارے موانع ہوتے تو اذن میں گردش نہ ہوتی۔ سب ساکن ہوتے۔ لیکن ان کے موانع نہ ہونا ہی سبب گردش کا ہوا۔ جیسے سورج جو زمین سے ساڑھے نو کروڑ میل دور ہے۔ اپنی اتنی بڑی لٹکا کے موجب زمین پر اثر جذب رکھتا ہے۔ اور ویسی ہی زمین بھی اپنی حیثیت کی موجب سورج پر جذب کرتی ہے۔ چونکہ سورج کا جذب نہایت درجہ قوی ہے۔ وہ زمین کو نہایت درجہ سرعت کے ساتھ کھینچ کر اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ لیکن اس کے گرد زمین حرکت دوری رکھتی ہے جس کو گردش سالانہ کہتے ہیں اور وہ منظم و منظم قوت پیدا کرتی ہے جو قوت جاذبہ مرکز کے خلاف ہے۔ یہ دونوں قوتیں آپس میں برابر ایک دوسرے کے مخالف ہوتی ہیں۔ یہ قوت کو بچھن کی رسمی کی کشش اور ڈھیلے کے دور نکل جانے سے ظاہر ہوتی ہے۔ اگر قوت جاذبہ یک سمت موقوف ہو جاوے تو زمین بڑھتی مستقیم خطا نہایت تیزی سے چلی جاوے اور حرکت دوری و فتنہ بند ہو جاوے تو قوت جذب کے سبب زمین سورج کے سے جا چٹے۔ سو قدرت نے باندہ بند حرکت دوری عطا کی ہے نہ سورج زمین کو جذب کے سبب نکلے دیتا ہے۔ اور نہ زمین حرکت دوری کے سبب اس سے چھٹ سکتی ہے۔ اور یہی قانون سب ستاروں میں ہے جو کسی قسمی قوت جاذبہ فقط بر اس کے بعد کے نتائج اور خلاف نسبت پر ہوگی۔ یعنی جتنا لمبے بعد کا مرکز جاذبہ سے زیادہ ہوتا جائیگا اتنی ہی قوت جاذبہ کم ہوتی جائیگی۔ اس لئے جو ستارے سورج کے قریب ہیں اذن پر سورج

کا جذب زیادہ ہے۔ لہذا اوس کی حرکت دُوری سرلیج ہوگی۔ اور جو دُور ہیں اون کی حرکت دُوری بطی ہے۔ کس لئے کہ جذب اوپر کم ہے۔ چنانچہ گردش سالانہ عطارد کی جو نزدیک تر سورج کے ہے ایک سیاحت میں ۱۰۹۹۹۹۹۹ میل اور نیپچون کی جو دور تر سورج سے ہے ۱۵۵۸۸۸۸۸ میل سے اور حرکت دُوری حرکت دُوری پیدا کرتی ہے اسی طرح حرکت دُوری حرکت دُوری کے پیدا کرنے کا سبب ہے کسی کو لے یا لکھ یا کوئی کو زمین پر یا کو زمین تو دونوں حرکتیں ظاہر ہوں گی۔ ایک تو اپنے گرد پھرتی جاوے گی یہ حرکت دُوری ہے دوسری آگے کو بڑھتی یہ حرکت دُوری ہے۔ اس بارہ میں کہ پہلے ثوابت پیدا ہوئے یا خلا نامتناہی۔ خیال کو صحت سے۔ مگر پہلے خلا و ازان بعد ثوابت ہونا بعید القیاس نہیں کس لئے کہ خلا نامتناہی ایک لطیف شعلہ حرارت کا تھا۔ جب اوس کے جداگانہ حصص کشش مرکزی سے منقطع کرات بننے لگے۔ تب خلا ہوتی گئی۔ اور سیٹھال لطف اتھوئے ان کی سطح بیرونی کو سرد کر دیا۔ اس سے یہی پایا جاتا ہے کہ منظوف کے لئے پہلے طرف ہونا چاہئے اگر طرف نہ ہو تو منظوف کہاں رہے۔ اگر خلا نامتناہی نہ ہوتی تو لطیف شعلہ حرارت اوس میں کس طرح پر سمجھا جاتا۔ اور اگر یہ کہا جاتا ہے کہ پہلے منظوف تھا پھر طرف ہوا تو یہ خیال میں نہیں آسکتا۔ کیونکہ منظوف جس عرصہ میں جہاں گہرا ہوا ہو وہی عملہ سُر کاظف ہو گا۔ جبکہ یہ خلا عید وعد نامتناہی العجا و حرارت سے ملو تھا تو وہ تمام حرارت مثل شعلہ کے گروی اور متحرک تھی جیسے زمین کے اندر کا حارہ رقیق مادہ حرکت میں ہے جس کی وجہ سے زلزلہ پیدا کرتی ہیں اور اون سے کوہ لائے آتشین کا ظہور ہے۔ اسی طرح کل خلا کا مادہ لطیف آتشین حرکت میں رہا مثل ٹھکوس نظام شمسی کے کشش مرکزی کے سبب جہاں تک پہنچی ہوئی تھی وہاں تک سمٹنے سے اول ثابت الثوابت یا خمس الشمس جو نہایت تمام موجودات کے مرکز میں مقیم ہے بنا اور جس قدر کشش سے مادہ لطیف آتشین باہر رہا اوس سے تمام ثوابت جو اوس کے تابع ہیں حلیت کشش خلق ہوئی اور پھر ہر ایک ثوابت کی غیر محدود فضاء کے اندر اوس کی وابستگی میں اسی طرح سے سیارات پیدا ہوئے اور سب ثوابت جذب مرکزی اور حرکت دُوری دافعتہ مرکز سے ایک قاعدہ میں یا بند ہو کر چلے اپنے حتم و حذم کے اوس اعلى قوت جاذبہ ثابت الثوابت سے اپنی حرکت دُوری کے ساتھ جولا کہوں یا کروڑوں برس میں پوری ہوتی ہوگی اپنے مدار مختص پر و البتہ ہو کر قانون قدرت کے مطیع ہوئے۔ آفتاب کا مع نظام سیارات شمالی فضاء میں شکل الجلی علی رکنہ کی طرف آگے بڑھتے چلے جانا اور اس کے سبب کہ نسبت زمین کے انشاع ثوابت میں الیسا فرق آتا کہ جن ثوابت سے آفتاب قریب ہوتا جاتا ہے۔ ان میں باہم فاصلہ معلوم ہوتا ہے اور جن سے آفتاب دور ہوتا جاتا ہے وہ باہم قریب

ہو لے جاتے ہیں۔ اس دعویٰ کی بڑی روشن دلیل ہے بعض شعلے جنکام کر چمکے اور نظر آتا ہے
 وہ روشن روئی کے گالوں کی مانند سے گہرے سوئے ہیں جو عمدہ دور بین سے نظر آتے ہیں یہ
 وہی تمام ستارے ہیں جنکو قدرت قاعدہ مذکور کی موجب بنا رہی ہے۔ یہ روشن گالے جو روئی
 کی مانند ہیں یہ تھوڑے اور کشش مرکزی سے مجبور کر ستارے بن جاویں گے۔ اور بعض میں یہ روشن
 گالے جو بھر کہ اولوں کے او سکے گرد ہیں نہایت درجہ برآق ہیں۔ غالباً یہ وہ حالت ہو کہ تندرہ
 کوئی ثابتہ جدید کائنات کے لئے بنایا جاتا ہو۔ اس سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ لطیف شعلہ حرارت کا جو
 مانند میوئی کے ہے جس سے موجودات بنے۔ باوجود اس بے تعداد اور بے شمار کائنات مخلوق
 ہو جانے کے ابھی اتنا اور باقی ہے۔ کہ ایسی موجودات یا اوس سے سو اگلی عالم پورا اوس پیدا ہو جاوے
 ایسی حالت میں کہا جاسکتا ہے کہ ہماری زمین ایک بچا ہوا ستارہ ہے۔ جو اپنی گرم حالت سے بڑھتا
 ہو گیا ہے یا ایک نورانی روشن باد لایا بہاب کی رفیق حالت سے سخت حالت میں آگیا ہو جو موجودات
 کا پندرہ لاکھ حصوں میں سے ایک حصہ رہ گیا ہے۔ پس قدیمی بہاب کی حالت اور حال کی حالت
 میں کتنا تفاوت ہے۔ اس خالی ڈبھیر کے حصوں کے سرد ہونے کا انجام یہ ہوا کہ تمام بہاب کی بلند
 اشیاء جن سے وہ بنا ہوا تھیں رقیق شے میں تبدیل ہوئیں جو چنداؤں میں سے بہاب ہی کی حالت
 میں رہیں جو اس خالی کرہ کے گرد لفظہ کی صورت میں محیط ہیں جسے ہوا جو چند اجسام ہوا آبیہ سے
 مرکب ہے۔ قدیم زمانہ میں جو بہاب گرد مرکز کے محیط تھی ان ہوا آبیہ اشیاء سے جو اب محیط ہے
 نہایت درجہ کافرق رکھتی ہے۔ قدیم زمانہ کا پہلا و گرم ہوا آبیہ کا قمر سے آگے تک پہلا ہوا تھا جو سطح
 زمین سے دو لاکھ چالیس ہزار میل دور ہے اور اوس ہوا آبیہ حالت سے سیال حالت پانی کی جیسو
 دریا کہتے ہیں ظاہر ہوئی۔ جو زمین بہاب کی پھیلی ہوئی حالت قدیم میں تھی۔ اب سکڑی ہوئی ٹھوڑی
 حالت میں ہے۔ اپنے اجسام کو تین حالتوں میں ظاہر کرتی ہے۔ ایک ہوا آبیہ۔ دوسری سیال مہمچر
 انجماد۔ اس تیسری حالت میں اگرچہ عالم نامیہ شامل ہیں اور عالم غیر نامیہ میں سے کل اجسام منجمدہ مثل
 دھات و اقسام پتھر وغیرہ تاہم فاس حالت کو خال کہا جاتے ہیں جس سے اس کا نام کرہ خاکی ہے پہلے
 بیان ہو چکا ہے کہ کرہ خاکی انجوف نہیں بلکہ مصمت ہے۔ اس کے اندر ریاست آتشین موجب برآق
 ہے جس کے مرکز پر بے حد گرمی کی حالت نہایت درجہ برآق دلائی ہے۔ اور جیسے اوس کی گرمی بچید ہے
 اوس کی کشش ہی غایت درجہ زیادہ ہے۔ کشش با نذرہ مجذوری ہے اور اسی انداز سے روشنی
 کا بھی گہاؤ ہے۔ سطح زمین پر جو قوت جاذبہ ہے اوس سے چار ہزار اسی ہزار میل کے فاصلے پر زمین

سے قوت جاذبہ پہ اور پانچ حصہ اس قوت کی ہوگی جو زمین کے سطح پر ہوتی ہے زمین کے اندر حرارت
 نصف عمق میں ایک درجہ بڑھتی گئی ہے اسویل کے نیچے ۶۰ ہزار درجہ کی گرمی ہے جس میں پتھر
 پانی ہو سکتا ہے۔ اتنی دوری پر سب اشیاء بحالت سیال پائی جائیں گی۔ اس سے آگے سرگرم
 تک اس میں رقیق مادہ کی لطافت کی ترقی حرارت سے زیادہ ہوتی گئی۔ زمین کے سطح کو دیکھ کر کوئی
 یہ خیال نہ کرے کہ جیسے اب جہان کہیں سہاڑے غار۔ ریگستان۔ سمندر۔ دریا۔ نباتات۔ حیوانات ہیں
 ویسے ہی قدیم زمانہ سے ہوں گے بلکہ اقلین گزرا چکے ہیں کہ حالت موجودہ سطح زمین کی نسبت بالکل
 ایسی نہ تھی جیسی اب ہے۔ مابند بین یہ گمراہ زمین ہی نہ تھا بلکہ ایک سیال الطف ہوا کی حالت میں
 نہایت وسیع عرصہ اس خلا زمانہ تھا ہی البتہ زمین پھیلا ہوا نہ تھا جو کچھ کہہ کر گمراہ بنا۔ سیال الطف کی
 حالت سے گمراہ بننے تک اور اس سے آج تک اتنی تبدیلیاں ہوئیں جن کا شمار ممکن ہے یہ
 تبدیلیات عام شکون اور صورتوں میں ہوتی زمین۔ سطح زمین جواب قرار ہیں ہے وہ زمانہ سابق میں
 مضطرب تھا اس کی تبدیلیات میں کہیں کی کہیں زیادتی مساوات کا درجہ پیدا کرتی رہی ہے اندرونی
 منجھڑی سطح زمین میں دریا سے آتشیں زیر زمین سے اور بیرونی سطح زمین میں آگ۔ ہوا۔ پانی۔ سیلاب
 ہمیشہ ہوتی رہیں جن سے قدیم شکون کو مٹانے اور جدید کو بنانے بلکہ لگاڑ لے اور سمنار لے کے
 کیسے ہمیشہ ثبوت پیش ہو رہی ہیں۔ طبقات زمین سے قدیم زمانہ کے جو اجسام برآمد ہوتے ہیں موجودہ
 اجسام نامید سے مخالفت رکھتی ہیں وہ کہیں بخشنہ ڈانچہ کی شکل برآمد ہوتے ہیں اور کہیں اون کے
 نقش و نگار چٹانوں میں دکھائی دیتے ہیں۔ تحقیقات سے طبقات زمین کے زمانوں کے عجیب
 حالات معلوم ہوتے ہیں۔ پانی کے بہاؤ سے رہنے اور مٹی کا وجود ہے۔ پس جہان ریگستان ہے
 وہ کسی زمانہ میں سمندر یا دریا نہ تھا۔ بہت اور مٹی اجسام نامید کے لئے نہایت کارآمد شے سمجھی گئی ہے
 ایک وقت جب روشن بہاؤ گرم بتدریج سکڑ کر منجمد ہوتی جاتی تھی اس وقت سفیدی تھی۔ پہاڑی
 عام ہو گئی۔ سورج کی دھوپ کا نام و نشان سطح زمین پر نہ تھا۔ چونکہ ایسے کہ درت آئینہ سو آئینہ اجسام
 محیط زمین تھے جن سے سورج کی شعاعیں نفوذ نہ کر سکتی تھیں اور نہ سطح زمین تک آسکتی تھیں۔ پہلے
 گرمی زیادہ تھی اب سردی ہے۔ زمین کے کہو دلے سے جو بہت سی اشیاء برآمد ہوتی ہیں ان میں
 علاوہ بہت سی چیزوں کے کوئلہ بھی برآمد ہوتا ہے۔ نباتات بھی ہوا کی تاثیر سے مثل پتھر کے ہو گئے
 ظاہری سطح کے تغیرات کے اسباب۔ آگ۔ پانی۔ ہوا۔ زمین اندرونی سطح کی تبدیلیات دریا سے آتشیں
 کی موجوں سے بہت سی ہیں ہزاروں فٹ کی گہرائی میں اجسام نامید اور غیر نامید کہو دلے سے ملتے ہیں

زمین کے اندرونی طبقات پچیدہ اور ناہموار ہیں۔ کہیں ڈھالو۔ کہیں مسطح۔ کہیں سیدھی کہیں
 ٹیڑھی۔ کہیں لہر دار ہیں۔ اور کہیں اندر سے لاد انکلاکر سطح واروہیں پھیل گیا فلزات کی سطح اسلئے
 گویا ایک کے اندر دوسری سطح اکٹھی ہو جو سیدھی بطور اسطوانہ یا بطور خط کے مثل رگون کے اوس
 دہات میں مرکوز ہے۔ اور تبدیلیات زمین قوی اثروں کا نمونہ ہیں۔ جب زمین کہو کہ زمین تو اجسام
 نامیہ کو اندریاتے ہیں۔ جو آب سطح زمین پر موجود نہیں ہیں۔ اجسام نامیہ سابقہ جو زمین میں ملتے ہیں مثل
 زمانہ حال کے پتے سطح زمین برآمد پر آباد تھے۔ اگرچہ صورتیں اون کی اوطح پر تھیں جو اس زمانہ کے
 اجسام نامیہ سے نہیں ملتیں۔ مگر اصلی بناوٹیں اون کی مثل اجسام نامیہ زمانہ حال ہی تھیں جن میں
 میں وہ ملتے ہیں وہ سطح بالائی مسکن زندگانی نہا۔ جو تبدیلیات سے سطح اندرونی ہو گیا۔ زمین کے طبقات
 دس میل عمق میں علیحدہ علیحدہ ایک سے ایک کے بعد پے در پے سلسلہ وار رکے جاتے ہیں۔ ہر سطح بالائی
 زمین پانی سے بہہ کر سمندر کی تہ میں جانے سے کسی زمانہ میں خشکی کی سطح ہو جاتی تھی۔ اندرونی صدیوں اور
 انقلابوں سے نشیب و فراز اوس میں ظاہر ہو جاتے ہیں۔ انہیں جہوں سے پہاڑوں پر جدید سطح معلوم
 ہوئے ہیں۔ اجسام نامیہ جو ہوا کی تاثیر سے پتھر ہو گئے ہیں اون میں سے نباتات کے ڈھانچوں کے عوض
 اون کے نقش رہ گئے ہیں۔ وہ صاف نظر آتے ہیں ایک حیوان کے ڈھانچہ سے دوسرے حیوان
 کے ڈھانچہ کا زمانہ معلوم ہو سکتا ہے۔ بعض جانور جو آب نہیں ہیں اولکاسر کہیں پتھر بن ہو جاتا
 ہوا ہے اوس کے درمیان سے مچھلیوں کے دانت اور اوس کے اوپر کے فلس ملے ہیں جن سے
 اون کی خوراک اور طرز معیشت معلوم ہوتی ہے۔ اور بعض حیوات کے سر کہیں ہیں جانور دن کی ٹلیان
 ملتی ہیں جو پتھر ہو گیا تھا۔ ہوا اوپر سے پتلی اور نیچے سے دباؤ کے سبب گاڑھی ہے یہی حالت
 سطح اور مرکز زمین کی ہے۔ جب شروع میں سطح پتلا بنا تھا۔ اضطراب مثل زلزلہ وغیرہ کثرت سے رہتے
 تھے۔ اور جب پورا دلدرا بن گیا تو ویسا اضطراب نہا کشش کمرابی جو جنوب سے شمال کی طرف سلا
 ہے اور محوری گردش جو قطبین کے نقطوں پر اکٹم ہوتی ہے۔ جہاں منطقہ حارہ کی ہوا کے ساتھ برف
 میں چلنے سے کبھی کبھی کسی قدر ایسا روشن سے فائدہ پہونچاتی ہے جیسا کہ فائدہ جو بدست حالت
 سے قریب نصف یا ثلث کے کم ہو جسے نور شمالی کہتے ہیں۔ جنوبی۔ اور شمالی سولنے والا بہ نسبت
 شرقی اور غربی سولنے والے کے جتنا فائدہ پاو لگا اوس کا مخالف سولنے والا اوس سے محروم ہو گیا
 کرہ زمین خط استواء سے شمال میں جس قدر عجیب و غریب اجسام نامیہ اور غیر نامیہ رکھتا ہے جنوب کی
 طرف ویسا نہیں رکھتا جس قدر خشکی کے حصہ میں جنوب کی طرف اون کے لوگ دوسرے میں جہیں

و اتریں کہتے ہیں۔ اور شمال کی طرف وہ چوڑے اور پہلے ہوئے ہیں۔ جذبات طبعی خط استوا سے قطب
 شمالی کی درمیان جہان کہیں ہوگا اور سکا میدان شمال ہی کی طرف ہوگا اور خط استوا سے قطب کی تاچان ہوگا اور سکا
 میدان قطب جنوب کی طرف ہوگا چنانچہ قطب کی سوئی اگر خط استوا سے جنوب کی طرف ہو تو سوئی جنوب کی طرف ہوگی
 جیسے شمالی حصہ میں شمال کی طرف ہوتی ہے۔ اور وسط کی حالت میں خاص خط استوا قطب کے خط پر نمودار ہوگی اور وقت اندازہ کی چیز متقیان کو
 جاتا رہے گا۔ اور یہ ہمارے اس بات کا ثبوت ہے کہ جذب کہربائی کی تاثیر جنوب سے شمال کی طرف ہے۔ قطب
 جنوبی کو بسا اور شمالی کو ہٹتے سمجھنا چاہئے۔ جبکہ اندرونی سیالک التیشین کی نہرین شکافوں میں ہوں
 اگر متحد ہوتی ہیں اوس وقت کشش کہربائی نے جو سب کی بانی اور سب اوس سے مٹی ہیں انہی کی
 کی اوس خاص ترکیب سے خشکی کے سطحوں کو موجودہ صورت میں کر دیا۔ بجلی بے وزن ہے اور سبھی اور
 ہر ایک جسم میں موجود ہے۔ روشنی بجلی کے اثر کی مطیع ہے بجلی کی حالت محمود جب دفع کی جاتی ہے۔
 تب ہموکھسوس ہوتی ہے۔ اس کی ذات معلوم نہیں کر کیا ہے۔ بجلی کہیں کم کہیں زیادہ ہے۔ زیادہ
 کا نام موجہ اور کم کا نام سالیہ ہے۔ اگر دو چیزوں میں بجلی ایکسی ہوگی تو اذان میں تفرید ہوگا اور
 ایک سی نہیں۔ مختلف القسم ہو تو تجاذب ہوگا۔ بجلی بعض جسموں میں کم اور بعض میں زیادہ آسانی سے سرایت
 کرتی ہے چون کو کوئل اور کوئلہ وصل کہتے ہیں بجلی کی چنگاری ایک ثانیہ کے ۱۱۵۲۰۰۰ وقت
 کے حصوں میں سی ایک ہی حصہ ٹھیکر سکتی ہے۔ یہ ہر صمد کم ہے۔ اور اس کی سرعت حسب سرعت
 روشنی کے ہے جو ایک ثانیہ میں قریب دو لاکھ میل کے ہے جو آواز کی رفتار سے دس لاکھ حصہ زیادہ ہے۔ چون
 اور ہوا بلی کے مورد ہیں جب منطقہ آواز میں ہوا کا حصہ زیریں گرم ہو جاتا ہے اور حصہ بالاسر دستا
 ہے اور ہوا اور پڑھ کے قطبوں کی طرف چلتی ہے۔ اور قطبوں سے زمین کو مس کرتی ہوئی اوس کی طرف
 جو محاذی آفتاب کے ہے برف کے ذروں میں ہو کر سرطان کرتی ہے تو وہ روشنی اوس سے پیدا ہوتی ہے
 جسے نور شمالی کہتے ہیں جب دھان کئی ہفتوں کی اندھیری راتیں ہوتی ہیں۔ تب دھان کے جھلدار
 اوس سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ بجلی بادلوں سے ہی نچی اوتاری جاتی ہے۔ بجلی کو پیدا کرنے کے وقت
 چمک اور آتی ہے۔ اور روشنی کی چمک اور چنگاریاں ریشمین یا شیشے کے کپڑوں کے یکایک لٹکانے
 اور بلی کی شیشے سے لٹکانے اور بالوں میں لٹکائی کرنے سے معلوم ہوتی ہیں۔ بجلی کے وسیلہ سے علاوہ کم قیمتہ
 وعات پیشی وعات کے منبع کر کے پو لوں پر بھی ملمع کیا جاتا ہے۔ چن سے رنگ لجاتا ہے۔ اور صورت
 میں کچھ تبدیلی نہیں ہوتی۔ تاہم فوراً خروں کا آنا اسی سبب ہے۔ سطح زمین کا جذب سب برساوی
 ہے۔ آسانی کا چمک ہو اور چھتر زمین پر آ جاتا ہے۔ ہوا پانی سب جذب کے تابع ہیں۔ کوئی شے کیسی

ہر حالت میں ہوزمین کے سوا کہیں جاہنیں سکتی یہاں تک کہ قریبی اوس کے جذب کے تابع ہے لیکن حرکت
 دوری جو اوس کو گوزمین کے ہے۔ وہی متغیر اگر گوزمین سے مداخلت کرتی ہے۔ اور ایک خاص مقام
 سے آگے نکلنے نہیں دیتی۔ اگر حرکت دوری ناگہان جاتی رہے تو چاند جذب کے سبب زمین سے نہایت
 زور سے جھٹے اور ایسا صدمہ ہو جس سے نہایت بڑا شعلہ آتشیں پیدا ہو جاوے۔ اور زمین بھی ہمارے
 سے جالگے جس سخت صدمہ ہو چنے کے سبب زمین کے حجم سے ہزاروں درجہ بڑا شعلہ پیدا ہو جاوے
 کسلے کہ جذب باندازہ کلائی کو چھو جی جسم مجذوب کے ہوتا ہے اشیاء ہوا کی سی حال میں بھٹ جاتے
 ہیں۔ اور تمام اجسام کے ذروں کے درمیان کشش القوی کی قوت رہتی ہے۔ اور ان کو جذب
 رہتی ہے۔ اور گڑھ کی شکل میں لاتی ہے۔ زمین پر اسی جذب کے سبب حرکت دائمی کی کوئی کمی نہ
 نہیں دیکھتی۔ یہ بھی ثابت ہے کہ ہر ایک ذرہ مالیات کا جو نہایت چھوٹا ہے حرکت میں ہی۔ پانی کے اجزاء اور دیگر
 حرکت رکھتی ہیں کلاں زمین کے ذریعے سے ایلات کے قطروں میں گرداب دیکھو گئے ہیں اجزاء ہوا کے الفضائل اور اجسام
 حیوانی و نباتی وغیرہ کے ہستے اور گلتے سے جسامت بڑی میں چلی انتہا میں حل ہوا ہوتی ہے پانی سبب ایلات کا فوہ سمجھا جائے اور سبب
 جہت میں کیسا ہے سمندر میں سطح مقوس ہوتی ہے بخار کے صعود کو ہوا کا دباؤ دیتا ہے۔ اور عمل پانی زمین کا بخار
 کی شکل میں زمین کے گرد رہتا پانی کا بہاؤ و فراز سے نشیب کے ہے لیکن حقیقت میں جذب کی حالت خواہ
 سیال ہو یا بخار جنوب سے شمال ہی کو ختم ہوتی ہے۔ زمین کی بالائی سطح جو متحد ہے۔ اور اندر رفتہ
 رفتہ وہ انجمادی حالت سے سیال حالت میں آتی جاتی ہے۔ گویا ایک خوف گولہ ہے۔ جسکے اندر دھماکا
 آتشیں بھرا ہوا ہے۔ لیکن بیٹا ہر ہے کہ انجماد سے سیال حالت زیادہ سطح کو گہری کی۔ اور سیال سے
 بہاؤ یا ہوا کی حالت بہت ہی زیادہ سطح کو اپنے پھیلنے کے لئے جاہلی۔ چنانچہ ایک آنچہ گلوب پانی کے
 بخارات سترہ سو گلوب سطح میں پھیلنے لگے۔ پس اگر زمین کے اندر کا دریا آتشیں سرد ہو جاوے تو
 وہ نہایت درجہ ٹھکڑا ہو لگا۔ اور یہ گڑھ زمین جو صحت ہے محفوظ جائے گا۔ اور اوس کے بھر لے سکے
 واسطے جو اجزاء زمین کے کشش سے مرکز کی طرف رجوع کریں تو یہ گڑھی سطح جو پھیلاؤ میں ہیں گڑھ میں
 ملے سے ٹھکڑا نہایت درجہ چھوٹا ہو جاوے۔ گڑھ زمین جو صحت ہے اور باعتبار صحت ہونے کے
 پونے تین کرب میل گلوب پر مشتمل ہے۔ کیلئے کہ جس کا محیط ۳۰۰۰ میل اور محور ۳۰۰۰ میل ہے
 بنیالوں کی مساحت تقریباً اسی قدر ہوگی۔ زمین کا ٹھوس ہونا اضافی ہے حقیقی نہیں زمین میں
 درجہ مخلل اور عجیب ہے جہاں زمین میں مچ کاری جاتی ہے وہی سبب ہویت کر جاتی ہے
 جہاں مچ ہوتی ہے وہاں مخلل کے سوا کوئی ذرہ زمین کا نہیں ہوتا دن میں سبب ذرات

و بان کے جاسماتے ہیں اسی وجہ سے ہر ایک لکڑی میں کیل آسانی ٹھونک دی جاتی ہے جن کو ہون
 ٹھونک کہ ہے اوس میں منج یا کیل دقت سے ٹھوکی جاوے گی۔ مثل پتھر لوہا وغیرہ کے۔ اور جن میں ٹھونک زیادہ
 ہے۔ آسانی سے منج یا کیل چلی جاوے گی۔ مثل اسفنج روئی وغیرہ کے۔ اگر گڑہ زمین یہاں تک سکڑی
 کہ کسی طرح پراوس میں ٹھونک نہ رہے تو یہ اتنا بڑا گڑہ جو پورے تین کھرب میل تک پتھر مثل ہی فقط ایک
 چوٹی سی کینڈکی برابر مقدار میں رہ جاوے زمین کے اندر کے دریائے آتشین کی موجودگی کو اس طرح میں
 میں درزین ڈال دیتی ہیں جس میں لاوا مانند رگون کے پھیل جاتا ہے جو بہاڑ اور غار کا موجود ہے۔ اور بعض میں
 سے لاوا یعنی سیال مادہ خارج ہوتا رہتا ہے جنہیں آتش فشان بہاڑ کہتے ہیں۔ بہت سی اشیاء ہوا
 پانی میں ایسی ہیں جو سخت تر پتھروں کو گلا دیتی ہیں۔ بہاڑوں کے اندر بھی طبقات مختلف ہوتی ہیں۔ اور
 بہاڑوں کی چٹانوں میں ہوا اور پانی کو سب لغزات واقع ہوتے ہیں۔ گڑہ میں کیل آسانی کہ آسانی
 تک منجید چھلکا ہے اوس کے اندر قریب بہ ہزار میل گہرائی تک رقیق مادہ آتشین کا دریا۔ اس میں منجید
 چھلکے کے باہر سیال یعنی پانی جس کا زیادہ سے زیادہ عمق ۹ میل تک ہے۔ اگر حصہ زمین کو ہوا و
 سطح زمین کو ہوا ۹ میل کی گہرائی میں گھیرے ہوئے ہیں۔ جب یہ گڑہ روشن بہاڑ کی حالت میں تھا تو
 کئی غفروں کو جمع کے ہوئے تھا چنانچہ لاوا رقیق مادہ آتشین ہے۔ اور جب سرد ہو کر پتھر بن جاتا ہے
 اوس میں کئی چیزیں ملتی ہیں۔ اس سبب ایک تو وہ خود مرکب ہے دوسرے طبقات زمین کے
 شق ہونے سے اوس شقوق کے پیچ میں ہو کر آتا ہے۔ اوس طبقوں کے اجزاء کو بھی ساتھ لیکر نکلتا ہے
 اقسام پتھر اوس کے شاہد حال ہیں جو اوس کے ٹھنڈے ہونے سے بن گئے ہیں۔ اور اس میں سیال کا ہونا
 سطح زمین تو مختلف دھاتوں اور چٹانوں کا ہے۔ اور کئی مفردات سے یہ سطح مرکب ہے۔ مثل گندک
 چاندی۔ سونا۔ سیسہ۔ تانبا۔ قلعی۔ پارا۔ لوہا۔ وغیرہ۔ اور اوس کے باہمی مرکبات سی بھی کہے
 جیسے شکر۔ نیلا۔ حقوہ۔ پتیل وغیرہ۔ اور سطح پر جو عالم نامیہ آباد ہے مثل درختوں اور جانوروں
 وہ بھی مرکب ہیں۔ پانی دو مفردوں سے بنا ہے۔ اور بھی کئی چیزیں اوس میں ملی رہتی ہیں۔ اور ہوا
 تین سیال ہوا آبیہ سے ملکر بنی ہے اور کچھ کم جو بھی چیز بھی اوس میں شامل ہے۔ ان چاروں کے ہونا
 اور بھی کئی اشیاء اس میں شامل ہیں۔ ان تینوں میں ایک شے وہ ہے جو آگ اور ہی کو جلاتی
 ہے۔ چنانچہ جب تک ہوا آبی کو پہونچتی رہتی ہے چرخی جلتا ہے۔ اور جب ہوا نہ پہونچے چرخی فوراً بجھ
 جاتا ہے۔ فالوس میں بی جلا کر اوپر سے ٹھک دوک ہوا اندر بجائے فوراً ہی ٹھک جاوے گی۔ پس اس
 شے کو جو ایک مفید عنصر ہے۔ آتش نامہین تو بچا ہے۔ اور دوسرا جو وہ ہے جو آگ اور ہی کو بجھا دیتا

چنانچہ جب فالووس جس میں سچی روشنی ہے ڈھکا جاوے تو وہ جزو ہوا کا جو سچی کوہلا تا ہی جھلکے فنا ہو جاگا
اور دوسرا جزو جو چھلنے والا رہ جاوے گا۔ وہ فوراً سچی کو بجھا دیگا اس حالت میں اس کا نام آب زاسونا نسبت
ہے۔ ان دونوں کی مناسبت ایسی ہے کہ جزو اول تمام دنیا کو جلا سکتا ہے اور جزو دوم کل کائنات
ویشوی کی حرارت بچھا کر بادی پیدا کر سکتا ہے۔ اور جزو سوم زمینی ہوا ہے جو حیوانات کے پیٹھ پر عام
حیروں کے گلنے بسنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور نباتات کے کھم آتی ہے۔ اور اسی طرح نباتات کا تنفس
حیوانات کے لئے مفید ہو۔ اگر جزو اول ہوا میں نہ ہو تو عالم نامید نیست و نابود ہو جاوے۔ ہوا کی رفتار
کے سبب جو باقاعدہ اور بے قاعدہ ہے کیسے ترخو فلان خوفناک اٹھتے ہیں جس سے اشیاء کا چھینکا
جانا اور ٹوٹنا اور برباد ہونا ہوا کرتا ہے۔ اور باقاعدہ رفتار ہوا کی خط استوا کی گرمی کا اور بے قاعدہ
بالائی سطح زمین کی ناہمواری کا سبب ہے۔ اگرچہ یہ ناہمواری اوس کی درازی محیط اور کلائی گڑھ کی نسبت
خیال کرنے سے ایسی ہین کہ گرویت میں فرق ڈالے۔ اسکے علاوہ ہوا میں بجلی کا اثر و شست ناک بہت
بڑا ہے سطح پانی اور اجسام نامیدہ اور جالے نمناک سے جو بخارات اٹھتے ہیں اون میں سے کچھ ہوا
میں رہتے ہیں اور کچھ برسا کرتے ہیں۔ اور انھیں بخارون کی فراہمی کو بادل کہتے ہیں جو سورج کی اشعاع
کو زمین تک پہنچانے نہیں دیتے۔ اور انھیں بادلوں میں بجلی نمودار ہوتی ہے اور اپنے عجیب و غریب کرشمہ
و کہانی ہے سورج کی شعاعیں جیسے آب ہوا میں گزر جاتی ہیں ویسی زمانہ قدیم میں ہین گذرانی تھیں
اس لئے اوس وقت تا یہی عام تھی۔ بلکہ جب قدر اول کا گذرنا سطح آب میں ہوتا ہے اور تباہی نہ تھا۔ سطح
پانی میں اب اون کا کسی حد تک بدفعات کم ہوتے ہوئے گزرا ہوا کرتا ہے۔ روشنی کا یہ قاعدہ کہ جو چیز
مصفیٰ و شیشی کے اوس سے پار ہو جاتی ہے۔ اور جو سطح چمکے ہے اوس سے پار نہیں ہوتی۔ مگر انعکاس
کرتی ہے اور سطح مکرر سے نہ تو پار ہوتی ہے نہ انعکاس ہوتا ہے۔ روشنی کی شعاع ایک خط سمجھی جاتی ہے
جو اجزاء و صفات سے بنی ہوئی ہے جو کئی قسم منور بالذات سے نکلا کر اکٹھا کرتی ہے۔ اجزاء و لون کی چوٹائی
اس سے ظاہر ہے کہ جو انور کلاں میں سے دیکھے جاتے ہیں اون کے اجزاء و خون اوس گول دانہ سے
جس کا قطر ایک پونہ کا سواں حصہ ہے جو چھوٹی مونگ کے دانہ کی برابر ہے۔ اس قدر چھوٹے ہیں
جب قدر وہ گول دانہ سارے گڑھ زمین سے چھوٹا ہے۔ اور بالیہ بیہم کو جلی اجزاء و خون بہت دانہ ہاتے
نور کے ایسے بڑے ہیں جیسے پہاڑ بمقابلہ ایک ذرہ کے۔ لیکن یہ بیان مطابق مذہب طلوع کے ہے
جس سے آخر کو روشنی معدوم ہو جاوے گی۔ اور تاریکی عام پھیل جائے گی جو کہ مذہب طلوع ظہور قدرت الہی

جو خط استوا اور خط منطقہ البروج کے تقاطع ہونے سے ہوتے ہیں جن کو رفتہ رفتہ محور زمین کے میلان کا
 رخ بدل جاتا ہے۔ پس جو ثوابت اہل سلف نے لکھے ہیں اب وہ ٹھیک چین نہیں ہیں اس کی وجہ یہ ہے
 کہ زمین کی روزانہ حرکت کے سبب خط استوا اور اس کے اطراف میں مادہ ارضیہ کے اجزاء بہت گھٹ
 ہو جاتے ہیں اور آفتاب ماہ اسی زیادتی مادے کے باعث خط استوا کو بہت اور قطعات زمین کے
 ٹھیکے میں چپا کر کوئی ثابتہ کسی نقطہ اعتدال یا اس سرطان یا اس جدی کے ساتھ قرآن میں ہو
 اور آفتاب ان دونوں کو ایک ہی وقت چھوڑ کر دور شروع کرے تو فوراً اسے آفتاب اسی نقطہ اعتدال
 تک یا اس سرطان یا اس جدی تک ۲۰ دقیقے پہنچاتا ہے یا ۲۰ تا ۲۵ سالہ مکانی میں اس سے
 پہلے پہنچے۔ کیونکہ قطعتی الاعتدال برسر ۲۰ تا ۲۵ سالہ مکانی چھوڑ کر خط استوا حرکت آفتاب
 کے پیچھے بیٹ جاتے ہیں۔ اور جب آفتاب اسی نقطہ اعتدال یا اس سرطان یا اس جدی تک پہنچتا
 ہے تو سال شمسی تمام ہوتا ہے۔ اور جو وقت ثابتہ مذکور تک جاتا ہے اس کو سال کوہی کہتے ہیں۔ سال
 شمسی کے ۳۶۵ دن ۵ گھنٹے ۴۸ دقیقے ۵۰ ثانیے ہوتے ہیں اور سال کوہی ۳۶۵ دن ۶ گھنٹے
 ۹ دقیقے ۱۴ ثانیے کا ہوتا ہے پس کوہی سال ۳۶۵ دقیقے ۱۴ ثانیے سال شمسی سے اور ۶ دقیقے
 ۱۴ ثانیے سال قیصری سے بڑا ہوتا ہے اور سال قیصری ۳۶۵ دن ۶ گھنٹے کا ہوتا ہے اسی
 سے اہل فنک ایام کا حساب کرتے ہیں۔ چونکہ آفتاب تمام منطقہ البروج کو جس میں ۳۶۵ درجے ہیں
 ایک سال شمسی میں قطع کرتا ہے پس ظاہر ہے کہ ۵۹ دقیقے ۵۰ ثانیے ہر روز طے کرتا ہے اور ۲۰ تا ۲۵ سالہ
 مکانی میں جاتا ہے۔ اور جب آفتاب اسی نقطہ یا اس مذکور تک پہنچتا ہے
 تو ۲۰ تا ۲۵ سالہ مکانی ثابتہ تک پہنچنے کو باقی رہ جاتی ہیں۔ پس اس صورت میں حساب کی رو بہت
 ثوابت کے قطعتی الاعتدال اور آفتاب ۲۱۶۰ برس میں ۳۶۵ درجے پیچھے پہنچ جاتے ہیں۔ اور اسی سبب
 سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ثوابت بہ نسبت بروج کے آگے بڑھ گئے ہیں۔ کیونکہ بروج بے لحاظ اشکال
 بروج کے بحساب قطعتی الاعتدال کے ایک ہی جگہ گئے جاتے ہیں۔ پس ۳۶۵ درجے میں ۲۵۹۲۰
 برس چلیں تب پھر موضع ساق ثوابت معلوم ہوں گے جو سیارے اب خط سرطان اور خط استوا
 اور خط جدی کے متوازی دوار کر گھومتے ہوئے معلوم ہوئے ہیں ۱۶۹۶۰ برس میں تو قدر کا قدر کم ہوتا
 کے بعد اسی قدر عرضہ میں انحطاط پاتے ہوئے ۲۵۹۲۰ برس کے بعد پھر ارض میں دہریہ اسی
 قدر عرضہ میں گھومتے ہوئے نظر آئیں گے۔ اس لیے طحس محلی کا سہ یا ایک ہزار میل کی موٹائی میں ہونا
 چاہئے اور کسی نے اس وجہ سے ایسا ظاہر کیا ہے کہ دریلے التین جس کا قطر ۶۰۰ میل ہے نیز ۸۰۰

میل دلدار چھلکے کی مضبوطی کے قایم نہیں رہ سکتا اور کسکی انھیں دلال کی مطابقتوں سے نتیجہ نکال دے
 کہ محمد اور غلیظ چھلکے کا زمین کا آسٹیل سے کم اور چھ سو میل سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ اور یہ جو بیان کیا گیا
 کہ ۲۵ میل سے ۵۰ میل تک چھلکے کا ٹھوس ہے اس کی وجہ مدلل اور مبہین بیان ہو چکی۔ اگر زمین کو ناگہ
 خیال کریں اور درستی کے ساتھ کاغذ کی تہ اوس کی سطح پر لگادیں تو وہ تقریباً زمین کا اور اسی ٹھوس
 چھلکے کا جو زمین کے گرد محیط ہے اندازہ بتا سکتا ہے کہ زمین کا قطر ۹۱۲۰ میل اور نصف قطر ۵۵۹۵
 میل اور ٹھوس چھلکے کا قریب ۳۰ میل کے سطح پر جو ۲۰ کل قطر کا اور نصف قطر کا ہوا سو یہی اندازہ
 ٹھیک اور درست ہے اور جس عرصہ میں کہ ہوائیہ محو و گولہ سرد ہو کر سمٹا اور زمین بننا اوس عرصہ کا اندازہ
 کرنا غیر ممکن ہے۔ اسی طرح اندرونی آتشیں دریا کا جزو ودا اور اوس کے سبب کھٹاؤ اور بڑاؤ اور
 پہاڑوں اور غاروں کا ہونا اور چاند سورج کی کشش کے نتیجے ایسے اہم امور ہیں کہ اون کا اور اک نہایت
 درجہ مشکل ہے۔ سیال اشیاء ہر گہات کی سیلاب مجھد سطح زمین میں بڑے بڑے شگاف ڈال کر سوراخ کرتی
 ہیں اور ان دریدہ شگافوں سے پتھروں کے رقیق مادوں کی لہریں نکلتی رہتی ہیں اور باہر اگر ٹھنڈی ہو ہو کر
 پتھر کی شکل میں ٹھہر ہو جاتی ہیں۔ پہاڑوں کا بننا اسی طرح ہوا اور کئی طرح کی معدنیات
 انھیں شگافوں سے باہر آئیں اندرونی پُرانی چٹانوں کے آریار ہونے سے تابنا۔ جست۔ شمر۔ سیسہ
 وغیرہ کا نمود ہے۔ بہت سے شگاف سیدھے ہوں یا ترچھے اوسی سیال مادہ کے ابھرنے سے جو سطح تک
 نہیں پہنچتا اوس کے بھر جانے سے بند ہو جانے کے سبب ہوتے ہیں اور سطح تک نہ پہنچنے کے سبب
 وہاں کوٹھا بجاتا ہے۔ لیکن یہ ایسا زور آور نہیں ہوتا کہ اپنا استہ زیر دستی سے بنائے اور بعض حالت
 میں اوسی سیال مادہ کے شکل بدلنے سے غار بن جاتے ہیں شروع کائنات میں سطح زمین اور بھر پوری
 نشیب و فراز کے ساتھ سمٹی ہوئی اور شگاف دار تھی جس قدر انجھا رہتا گیا اوس کی خشک اور گرم سطح زیادہ
 پھیلاؤ سے بھر بھری ہو کر شگافوں اور چھیدوں میں داخل ہوتی گئی۔ بجھاپ کی حالت میں اوس
 بے انتہا پانی کے ڈھیر کو جو ہوائیہ سیال حالت میں تھا جسکو حقیقت اور باتے ہوئے پانی کی بارش
 سمجھنا چاہئے وہی ہوا کے دباؤ سے سمندر بنا۔ جب ابتدا میں پانی کسی قدر سرد ہو کر زمین پر پڑا
 تھا تو بجھاپ سے تبدیل ہو کر ہوا میں بلند ہو جاتا تھا۔ اور پھر گر کر پختہ جہان تک کہ سطح زمین مناسب
 سردی کی حالت میں نہ آگیا یہی حالت رہی کیلئے کہ گرم سطح پانی کو جلدی بجھاپ بنا دینا تھا مگر سردی
 نے انہیں موزین پر فراہمی سے قرار دیا۔ اب حرارت سورج کی جبکہ اوس کی مشعل سیدھی پڑنے
 سے زیادہ ہوتی ہے۔ تب بھی بجھاپ کثرت سے چڑھتی ہے اور بارش ہو کر برس جاتی ہے۔ زمین کا

محور اوسکے مدار پر ترچھے ہونے سے شعاعوں کا سیدھا اور تھچاڑا سطح زمین پر ہوتا ہے۔ اس سبب بہار اور گرمی اور خزاں اور سردی کے موسم بدلتے رہتے ہیں۔ سو گرمی میں زیادہ اور سردی میں کم بھاپ اوٹھتی ہے۔ مگر ایسا کہہ نہیں سکتا کہ زمین سے بھاپ اوٹھکر ہوا میں نہ جاوے۔ بھاپ علاوہ پانی کے سطح کے تمام عالم نامیہ سے خارج ہوتی ہے۔ سطح پانی اور سبزہ زار پر سردیوں میں دھواں اوٹھتا ہوا دیکھتے ہیں وہ بھاپ ہی ہے جو سردی کے سبب اقصائی حال میں دھوئیں کی مانند نظر آتی ہے۔ اور گرمیوں میں پھیلاؤ سے نہیں دکھائی دیتی جیسے سردیوں میں اپنے منہ سے آدمی بھاپ نکالتے دیکھتے ہیں اور گرمیوں میں نظر نہیں آتی۔ تمام چیزوں کو سیال اور ہوائیہ کرنا حرارت کا کام ہے۔ جس کے سبب بڑے بڑے ڈھیر پانی کے بھاپ ہو جاتے ہیں۔ اور ٹھین سبوں سے کس زور شور سے بادل گر جاتے بجلی چمکتی ہے۔ اور موسلا دھار پانی برس اگزتا ہے اور پانی اور بجلی کی کس شان سے لڑائی ہوتی ہے جس سے پانی کی قہجیلی سمجھی جاتی ہے۔ پانی قریب تین چوتھائی کے محیط زمین ہے اور قریب ایک چوتھائی کے خشکی نمایاں ہے۔ لیکن نجارات کا اوٹھکر ہوا میں جانا اور بادل ہو کر برسناس سے پانی کا تمام سطح پر محیط ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ پانی کے وزن سے اچھٹا حصہ کم ہوا کا وزن ہے اور ہوا کا دباؤ ایک اچھٹا مرلہ پر ساڑھے سات سیر ہے ہوا کی بلندی ۵۴ میل سے زیادہ نہیں یہ حد وہیں ہوگی جہاں قوائے جاذبہ المکرر اور متغیر المکرر آپس میں موازن ہوں۔ ہوا کے وسیلے سے آواز ہر جگہ پہنچتی ہے۔ آواز کی رفتار ایک ثانیہ میں ۱۱۰۰ فیٹ ہے۔ قیاس اس بات کا مقتضی تھا کہ تمام وکمال سطح زمین پانی سے ڈھکی رہے اور کہیں سے زمین برآمد نہواری تحقیقت ایسا ہی تھا تقریباً ریلے مکشوف تو درکنار ریلے درجہ بھی منجملہ ۱۰۰ درجوں زمین کے کہیں ظاہر نہ تھا اور ایسی ترتیب تھی کہ یہ گرہ خاک کی پانی سے اور پانی ہوا سے محیط تھا لیکن اندرونی دریاے الشین کے جزر و مد سے اس متحد سطح میں ننگاں ہو اوس سے رقیق مادہ نکل کر سردی سے جمتے جانے کے باعث اس ترتیب میں خلل آنا گیا۔ اس میں بھی شہ نہیں ہے۔ کہ قدیم زمانہ میں کیمیائی کارروائیوں کی ترتیب ترکیب اشیاء کی جیسی کثرت تھی اب ویسی نہیں بلکہ اوسے انداز سے اب اوس کی قلت ہے۔ جبکہ تھوری گہرائی پر حرارت غایت درجہ زیادہ تھی۔ جو آب ویسی نہیں ہے۔ زمین متحدہ کچلکا کچی تبدیل شدہ حصوں میں مرکب ہے۔ مفردات سے مرکبات بنے پھر اون مرکبات کی آمیزشوں سے دوسرے مرکبات کا ظہور ہوا۔ یہ اختلاف قیاس میں کہیں کہیں پیدا ہوئے۔ گرم گرہ خضکے لسیڈ کائنات میں وسعت کے ساتھ پھیلا ہوا تھا پھر متحد ہونے لگا تو جعدہ سطح منجمد ہوتے جاتے تھے اوسکو اندرونی سیال رقیق مادہ ہمیشہ حرکت میں رکھتا تھا۔ اور ننگا فون سے برباد کرتا

رہتا تھا حالانکہ وہ سطح خود بھی گرم تھا اور چندان بخند نہ تھا اور جو کمندرون سے بکھرا ہوا تھا وہ پانی بھی
 گرم اور گندلا تھا جو بھاپ ہو کر بلند ہوتا اور ہوا میں نہ ٹھہرنے سے گترارہتا تھا اور سطح کی بھی گرمی
 قریب قریب یکساں ہوئے مادہ کے تختی غیر معلوم عرصہ کے بعد جب ایسی حالت ہوئی کہ سطح زمین
 زیادہ سطح ہو کر چندان گرم نہ رہا۔ اور پانی نے بھی بھاپ بننے اور برسنے میں کچھ قرار پکڑا اور اندرون
 دہیائے آتشیں بنی موجوں نے گرہ منجمد کی پوری گولائی نہ رہی اور پہاڑ غار ہونے سے قریب مریخ
 سکون کے مشکوف ہوا اس وقت بھی منطقہ حارہ ایسا گرم تھا جسے سب سے دہان کی زمین بھی ایسی
 ہی سخت گرمی سے اسی درجہ متاثر تھی جو قابل آبادی اجسام نامیدہ کے نہ تھی۔ اور معلوم ہوتا ہے
 کہ جیسی اب گرمی منطقہ مذکورہ پر ہے اس سے سوا قطبوں پر تھی۔ جہاں اجسام نامیدہ کے ہونے کے
 نشانات پائے جاتے ہیں۔ اور جہاں اب سردی کے سبب اون کی کمی بلکہ نیستی ہے۔ جبکہ
 خط استوا کی حالت اس سردی سے سردی میں اس درجہ تک آئی کہ عالم نامیدہ دہان آباد ہو سکے
 تب قطبین پر اس کے بالخصوص نتیجے ہونے شعاؤں سے ایسی سردی ہوئی کہ عالم نامیدہ کی آبادی ہی
 کسی وقت میں منطقہ حارہ غیر آباد نہ رہا اور قطبین پر آبادی تھی۔ اب قطبین غیر آباد ہیں اور منطقہ
 حارہ آباد ہے یہ بات کہ منطقہ حارہ میں اس درجہ کی گرمی اور قطبین پر سردی ہے ایسی
 حالت زمین کے محور کا اس کے مدار پر ترجمے ہونے کے سبب ہے کمال ٹھٹھے اور اب بھی موجود
 ایسی حالت کے اندرونی دریائے آتشیں کی موجیں طوفان خیز ہیں اس کے سبب سے گرہ زمین پر کم
 و بیش تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اور یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ جہاں اب دریا ہیں وہاں دریا ہی رہیں
 گے اور جہاں خشکی ہے وہاں خشکی۔ اور جو حالت گرہ زمین کی ہے وہی رہیگی۔ بلکہ جہاں پہاڑ ہیں وہاں
 غا جہاں دریا ہیں وہاں خشکی اور جہاں خشکی ہے وہاں دریا اور جہاں غار ہے وہاں پہاڑ۔ اور جہاں
 ویرانی ہے وہاں آبادی۔ اور جہاں آبادی ہے وہاں ویرانی اور جہاں آتش فشان پہاڑ ہیں وہ
 سرد اور جو سرد ہیں وہ آتش فشان پہاڑ جو جہاں کے اور ہوتے ہیں گے۔ اور قطبین پر پہلے آبادی
 کا ہونا اور منطقہ حارہ پر ہونا اور پھر اس کے پیچھے منطقہ حارہ میں ہونا اور قطبین پر ہونا یہ انقلاب
 بھی ظاہر ہے۔ اور اس سے یہ ثابت ہے کہ حرارت سورج کی گھٹاؤ پر ہے۔ یا تو اس سبب سے
 کہ وہ حصہ فضا کا جس میں نظام شمسی اب دورہ کرتا ہے سابق کی فضا سے زیادہ سرد ہے
 یا آفتاب کی حرارت زمانہ زمانہ کم ہوتی جاتی ہے۔ اگر یہ بات تسلیم کیا دے تو بعد فضا ہو جانے حرارت آفتاب
 بالکل اجسام نامیدہ کا الغدام ہو جائیگا یا خالق خود اپنی قدرت سے اس کو از سر نو پیدا کرے گا یا کوئی ایسی

طاقت بنا دیا گیا جس کے وسیلہ سے وہ پھر پیدا ہو جاوے گا کہ اجسام نامیہ کا انعدام نہ ہو سبب اس کی محوری گردش
محیط کا برآمد ہونا اور قطبین کا دبنا مسئلہ ہے جس تاثر کو زمین نے بھی قبول کیا ہے۔ اگر یہ حالت نہ ہوتی تو
بسبب گردش محوری کے خط استوا کی سطح سمندر سے دھکی رہتی اور قطبین پر خشکی ہوتی زمین کا سطح منحد
ابتداء میں ۳۳ میل کے انداز پر نہ تھا بہت ہی کم تھا۔ رفتہ رفتہ بڑھتا گیا جو اب ۳۳ میل کے قریب ہو اس
کا بیرونی اور اندرونی سطح جس طرح منحد ہوئے لگا اسی طریق سے ترقی پذیر ہوئے ہوئے اس حالت میں
آیا اور اس کو اس وقت تک قرار نصیب نہ ہوا۔ جب تک کہ اس قدر دگدگ چھلکا نہ بنا اور ہوا کا دباؤ اور اوبستگی
ہوئی اُریق چیزوں کا اضطراب جسے وہ محیط تھا نہ ٹھٹھا۔ قدرتی قاعدے اس امر کے لئے اس کے متحرک
بتدریج ہوتے تھے غرض کہ ایک تو اندرونی سمندر کی موجیں بہت سی بے ترتیبیاں اور سنگافون کے کرے
میں کامیاب ہوتی گئیں اور دوسرے سرد ہونے کے سبب مادہ منحدہ سے زمین کی خشکیاں اور سطحیں
التر ہوا رہتی رہیں۔ ان بل جلون کے اختراع یہ ہوئے کہ گرہ زمین قابل آبادی ہو اچانچہ ان کے نشان
سطح زمین پر موجود ہیں۔ خاص کر کہیں کہیں پانی چٹانوں کے شکاف جو سٹنے سے ختم ہوئے ہیں اس کے شاہد ہیں

فصل دوم در ظهور عالم نامیہ

یعنی نباتات و حیوانات کے بیاہن

قدیم زمانہ کی اتری طوفان اور بد نظمی اور اونچ نیچوں اور دھاتوں کی قوت آزمائی کے بعد قدرت نے
اپنے نشیمن ایک شاندار حالت میں قرار کے ساتھ جمع کیا اور عالم نامیہ کے ظہور کا باعث ٹھہری زمانہ قدیم سے
حرارت اس قدر زیادہ تھی کہ عالم نامیہ کا ظہور مشکل بلکہ غیر ممکن تھا۔ اور سطح زمین تاریکی سے دھکی ہوئی
تھی۔ اور ہوا مختلف قسم کی بھاپوں سے ایسی بھری ہوئی تھی کہ سورج کی شعاعیں اس کی غلاظت میں
سے پار نہ ہوتی کی قوت نہ رکھتی تھیں۔ ایسے گرم سطح پر اور ایسی گرم سخت تارکی سے مخلوقات نامیہ اس پر
خلق نہ ہو سکتی تھی۔ کوئی درخت اور کوئی جانور اس وقت زمین پر آباد نہ تھا۔ ایک طغند سے یہ
گرہ بتدریج سرد ہونے لگا اور دوسری طرف سے دوائی بارشیں اس کی ہوا سے محیط کو صاف اور
خالص کرنے لگیں۔ اور ہوا کے صاف ہونے سے زمین کی سطح سے تاریکی کا کم ہونا اور شعاعوں کے پہنچنے
سے روشنی کا ظہور ہوتا رہا۔ اور رفتہ رفتہ روشنی کے بھرنے کے سبب سے جو اسباب زندگی کا کافی معدوم تھے
اب صاف روشنی کے پہنچنے سے اس کا اثر ظاہر ہونے لگا خاص منفذین حرارت کی دو میں اہل آفتاب
دوم اندرونی حصہ زمین کا دریائے آتشیں پہلے زمین کے سطح پر حرارت پیدا کرتا ہے اور دوسرا

آتش فشان پہاڑوں اور قوتوں کا محدث ہے۔ اس دوسرے کو عالم نامیہ کے نمونے کچھ تخلیق نہیں
عالم نامیہ کا تعلق اول قسم کی حرارت یعنی آفتاب سے ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ سب سے بڑا جسم ہر
سے حرارت طبع ہوتی ہے۔ آفتاب سے دوسرا جسم کوئی نہیں۔ جب اس کی روشنی سطح زمین
پر نہ آتی تھی تو فطرت بغیر زندگی کے تھی۔ گویا یہ بھان یا مردہ تھی۔ روشنی کے پہنچنے سے قدرت
نے انتظام عالم نامیہ کا ایسے وقت میں شروع کیا جبکہ بڑا عظم اور سمندر مناسب حد پر آ رہے تھے
اور زمین کا اضطراب اور اس کے ٹکاف اور آتش فشان پہاڑوں سے نشیب و فراز بہت ہی
کم ہو گئے تھے۔ کیلئے کہ ان حادثات سے سخت آفتیں واقع ہوتی ہیں جو عدم انتظام عالم نامیہ
ہیں اسی وقت چند قسم کی نباتات پیدا ہوئیں اور سطح زمین کو آراستہ کرنی لیکن اور ان کے
بعد دوسری قسم کے نباتات درجہ بدرجہ زیادہ انتظامی حالت میں پیدا ہوتی گئیں۔ اس پیدایش
کے آخر میں حیوانات کی چند قسمیں پیدا ہوئیں پھر دوسری نسل والے بہ نسبت سابقین کے عمدہ ہوتی
کی وضع میں مخلوق ہونے لگے۔ اور پانی اور ہوا میں بھی طرح طرح کے جانور پیدا ہونے شروع ہوئے
ان کے آخر میں انسان اعلیٰ طاقت کے ساتھ زمین پر ظاہر ہوا۔ انسان عقل کا پتلا ہے جسکو پہلی خلقت
کے پیچھے نئے زمانہ کے لئے قدرت نے بنایا وہ اقسام حیوانات سے سب باتوں میں سبقت لیگیا
اول درخت ہوئے پھر حیوانات کا ظہور ہوا نامیہ کی جو یہ ترتیب بیان کی گئی ہے۔ قیاس سے درست
معلوم ہوتی ہے۔ بہت پرانے دریاؤں کی پچھٹ میں اور اندرونی سطح سمندر میں ہیں وہ نباتات اور حیوانات
کے دھانچے ملتے ہیں جو اس گروہ پر آباد تھے۔ اور اب نہیں ہیں۔ قدیم زمانہ میں نباتات بہ نسبت
حیوانات کے زیادہ اور موجودہ حالت سے مختلف طور کے تھے۔ ابتدا میں حیوانات بھی کم تھے۔ اور
وہ بھی موجودہ حیوانات سے مختلف تھے۔ رفتہ رفتہ پھر حیوانات کی مانند نباتات کی کثرت ہو گئی اور پھر
انسان ہوئے۔ اور یہی امر اس کا خواستگار ہے کہ نباتات پہلے ہوئے اور حیوانات بعد ازاں ہوئے
گئے۔ اس صورت میں پہلا زمانہ نباتات کا دوسرا حیوانات کا تیسرا انسانوں کا مفہوم ہوتا ہے
نباتات کی بناوٹ مختلف ہے۔ ان کے درے ان ڈھیلے اجزاء ان سے بنے ہیں جو ہوا سے بہت جلد
متاثر ہوتے ہیں۔ اسی سبب درختوں کی جلدی سے بربادی ہوتی ہے اور وہ آئندہ کے لئے پہلے نشان
باقی نہیں رکھتے۔ اور اس سے یہہ پایا جاتا ہے کہ قدیم زمانہ میں جو بہت قسم کے درخت موجود تھے ان کے
اب کچھ نشان باقی نہیں ہیں۔ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ سطح زمین پانی سے ڈھکا ہوا تھا اور یہ وہی زمانہ
ہے جبکہ زندگانی کا ظہور ہوا جب پانی کامل طور سے سرچھوٹ نسل انسان پیدا ہوئی۔ اور رفتہ رفتہ

ترقی کرتی گئی۔ اور اس کی ترقی سے پھر کئی قسم کے نباتات اور جاندار ظاہر ہوئے۔ نباتات اور حیوانات اور
 انسان کے لئے ضرور ہے کہ جب ہوا صاف ہو جاوے اور سورج اپنی کرنوں کو ہوا کی صفائی سے انتشار
 کے ساتھ پھیلانے لگے کہ جو مقابل آفتاب کے نہو دیان ہی اوسکے ذریعے سے روشنی پہنچے۔ اگر ایسا
 نہ ہوتا تو بہت سے قسم کے نباتات اور حیوانات ہر زمانہ میں موجود نہوتے۔ رشعا عین بظاہر مستقیم پھیلتی ہیں
 اگر ہوا نہ ہوتی تو ہم اوسی حالت میں روشنی پاتے جبکہ آفتاب کے مقابل ہوتے۔ اور جب مقابل نہوتے
 تو باوجود روز روشن ہونے کے ہم ہمیشہ سخت تاریکی میں رہتے۔ جیسا مکانوں کے اندرون کو ہوا کی بدولت
 اوجالا پاتے ہیں اور سب کام کرتے ہیں۔ برخلاف اوسکے مثل شب تاریک کے کچھ نہ کر سکتے اور نہ ہاتھ و
 ہاتھ دکھائی دیتا۔ زمانہ قدیم کے عالم نامیہ کے نباتات اور ڈھانچوں کے علاوہ موگا بھی اپنا پتہ دیتا ہے
 اور معلوم ہوتا ہے کہ یہہ انبات قدیم زمانہ سے ہے۔ انسان کی پیدائش زمانہ آدم علیہ السلام سے پہلے ہوئی
 اور قریب قریب ہے کہ ابتدا میں اجسام نامیہ چوڑے ہوں اور پھر رفتہ رفتہ اون کا بڑا ہونا یعنی خوردی
 سے بزرگی میں آنا لازم ہوا۔ اور پھر انحطاط یعنی کمی کی حالت کسی آئندہ زمانہ کے آخر تک ہوتی جاوے۔ پس
 نباتات اول میں چوڑے تھے پھر زمانہ دراز کے بعد بڑھتے گئے۔ بڑھنے سے یہہ مراد نہیں کہ جس قدر نباتات
 چوڑے تھے سب بڑے ہو کر طول معرض میں بڑا اور پیل کی مانند ہو گئے۔ بلکہ اس سے یہ سمجھنا چاہئے کہ بعض
 طوائف میں بڑے ہوئے لیکن اکثر کی کلانی اون کی جسامت کی حالت سے بڑھتی رہی جیسا کہ منطقہ
 حارہ پہلے غیر آباد تھا پھر دیان روئید کی ہوئی اور یہاں تک ترقی ہوئی کہ اب دیان بڑے بڑے درخت پائے
 جاتے ہیں برخلاف منطقہ معتدلہ کے کہ دیان چوڑے قد کے ہوتے ہیں۔ اور منطقہ حارہ میں نہایت ہی
 چوڑے ہوتے ہیں۔ اور قطب پر بالکل نہیں ہوتے جیسے کہ پہلے قطب پر شروع میں نباتات پیدا ہوئیں
 پھر پڑتی گئیں پھر بڑھنے لگیں اور چوڑی ہوئی گئیں یہاں تک کہ اب نباتات دیان بالکل نہیں۔ یہہ حالتیں علاوہ
 سردی گرمی کے اثر کے عام طور سے دیکھی جاویں تو کل عالم نامیہ بلکہ کل اجسام میں پائی جائیگی اس ظاہری
 تبدیلی نے ہر زمانہ کی نباتات میں فرق دکھایا ہے مثلاً ایک زمانہ میں درخت ہے دوسرے زمانہ میں درخت
 ہو بہو اوسی شکل و صورت کا نہ ہو بلکہ اوس میں ظاہری فرق آگیا۔ اگرچہ نباتات کی اصلی بناوٹ میں فرق
 شریک ہیں۔ اور نباتات کے لئے ایسے کئی زمانہ گذر گئے ہیں جیسے اول زمانہ میں دوپ پھر گھٹانے پھر
 چوڑی قسم کی جاڑی پھر ریشہ دار پھر مثل بارہ سینگوں کے پھر سینگوں شاخدار کے پھر بلند پھر مثل
 تار اور سرو کے۔ پھر مثل بڑا اور پیل کے ہوتی گئی۔ لیکن جن درختوں کا نام لیا گیا وہ ویسے نہ تھوڑے
 کی صورتیں اور ہی طرح کی تھیں۔ موجودہ درختوں اور ان کی پھنپھن اور پتیوں سے انکو کچھ نسبت نہیں

ان میں جو بی بناوٹ کے تھے وہ چھوٹی ہی رہے۔ مگر جو بی بناوٹ حالت میں اون کی مضبوطی اور پھیلاؤ کو اختیار
کے ساتھ ترقی ہوئی۔ جیسے موجودہ زمانہ میں چھوٹی روئیدگی اور بڑا درخت اپنی اپنی بناوٹ کی حالت میں
موجود ہے۔ یہ حالت کئی زمانہ گزرنے اور بہت سے انقلابات کے بعد ہوئی۔ اور ہر زمانہ کی روئیدگی میں
برابر کم بیش فرق ہوتا رہا۔ اگرچہ بعض روئیدگیوں میں شاد و نادر ایسی بھی ہیں جو دوسرے زمانوں میں
انگے زمانہ کی یادگار رہی ہوں۔ جب کہ نباتات پیدا ہوئی تھیں اور ہر زمانہ میں اگرچہ نباتات نہ تھے
لیکن زمین کے اندرونی دھڑکائے آتشیں کی موجوں نے نشا کا فون سے جو سطح بیرون کیسا تو اون
کی صورتیں بعض جگہ ایسی ہیں جو نباتات سے مشابہ ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قدرت کی آمادگی
اجسام نامیہ کی پیدائش پر مستعد تھی چنانچہ جب گندلے پانی کی ہر وقت کی بارش موقوف ہوئی
اور سطح زمین سوچ کی روشنی سے منور ہوئی نباتات نے ظہور کیا جس طرح بہت سے مقامات میں خاص
اندرونی طبقات زمین میں نباتات کے دھڑکائوں کے نقش و نگار ملتے ہیں ویسی ہی زمین کی درزین
بھی ملتی ہیں جن میں لاوا شہریان کے طور پر بکھرا ہوا ہے جنکے نشانوں میں فرق نہایت کم معلوم ہوتا
ہے۔ جب نباتات کا زمانہ ہوا تو ہر زمانہ کے نباتات عجیب غریب پیدا ہوئی تھیں اور بعض ایسے ایک
وجود سے دوسرے وجود کے سبب پھیری اس کے بعد جب حیوانات کا زمانہ آیا تو زمین کی سطح عمدہ
حالت سے منسوف تھی۔ روشنی نہایت صاف تھی۔ کس لہو کہ ہوا کی صفائی نے اس کو خوب تر صاف
کر دیا تھا اور نباتات کے گلنے سے زمین میں عمدہ قوت تولید بھی آگئی تھی اور نباتات کا زمانہ انتہائی
ترقی پر تھا۔ اس حالت میں حیوانات پیدا ہوئے۔ ان کی پیدائش بھی ایسی ہی ہوئی جیسے نباتات
کی یعنی پہلے چھوٹے چھوٹے پھر بڑے پھر ہر زمانہ کے گزرنے پر اون سے زیادہ بڑے ہوتے گئے اور
جیسے قدیم زمانہ میں نباتات کی شروع میں قلت تھی پھر زمانہ میں بڑھتی گئی۔ اسی طرح حیوانات
بھی شروع میں نہایت کم تھے پھر بڑھتے گئے اور ہر زمانہ کے نباتات کی مانند حیوانات بھی مختلف
تھے۔ اگرچہ ظاہری صورت میں اختلاف تھا مگر اصلی بناوٹ کے قاعدوں میں اتحاد پایا جاتا ہے۔
نباتات اور حیوانات دونوں زندگی رکھتے ہیں یعنی دونوں جاندار ہیں۔ مگر دونوں کی بناوٹ میں
کچھ فرق ہے بڑا فرق یہ ہے کہ نباتات کے معدہ ہضم ہوتا ہے اور حیوانات کے معدہ ہوتا ہے۔ یعنی
وہ جگہ جہاں غذا ہضم ہوتی ہے۔ نباتات اپنے جسم سے عموماً اور جڑ سے خصوصاً غذا جذب کرتے ہیں۔
اور مثل حیوانوں کے بذریعہ تنفس جذب منفعت اور دفع مسرت سے تروارہ رہتے ہیں۔ دونوں کی غذا
کا خلاصہ جذب انہیں تھری کے وسیلہ سے تمام جگہ جسم میں پہنچ جاتا ہے اور دوسری بناوٹ کا نقل کلی نہیں

کرتے۔ اور حیوانات کو یہ قدرت حاصل ہے۔ لہذا ان دونوں کے بیچ میں کوئی خلقت ایسی ہونی چاہی
جو درمیانی واسطہ سمجھی جاوے اور تیسری خلقت میں مشابہہ۔ چنانچہ ایسی مخلوق جن کو غریبی کہتے
ہیں موجود ہے یہ وہ عالم نامیہ میں سے ہیں جو دونوں میں شریک ہیں اور ان کی تشریح نہایت درجہ
دقیق عجائبات سے حیرت دکھاتی ہے۔ بہت سی نباتات حیوانات سے مشابہہ ہیں حیوانات کی ادنیٰ
جاء تہ کو دونوں سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔ بعض پودے نہایت درجہ کثیر الحس ہوتے ہیں جن کو
سنی کا درخت اور بعض سمندر کے کناروں کے پودوں میں حرکت بھی دکھائی دیتی ہے۔ اور جیسا کہ اوپر
کے نشانوں اور نباتات کے ڈھانچوں سے بمشکل تمیز ہوتی ہے اسی طرح نباتات اور حیوانات کا حال ہے
اول حیوانات ایسے پیدا ہوئے جو نباتات کی مانند تھے پھر جیسا کہ ذرا کیا اور ان کی حالتیں دور دورہ ہو گئیں
ہوئی گئیں۔ جو نباتات سے مغایرت پیدا کرنے لگیں۔ ابتدائی حیوانات کی شکلیں جڑوں اور پتوں
سے مشابہہ تھیں۔ پھر حلقہ کی مانند گول یا مخروطی یا بیضی یا پھر مثلثاویں یا گاجر کے پھر ان روئیدگیوں
کی مانند جو چوٹی چوٹی چند شاخیں رکھتی ہیں۔ یا مانند کیسیوں کے ہیں۔ پھر مانند کیسیوں
یا گھونگھوں یا چھوٹی کی۔ پھر مانند چھلیوں کے یا ناقور کے۔ پھر مانند چھپکلی یا گرٹ یا جھانڈے کے۔
پھر مانند گلوں کے۔ اور پھر بعض مانند بھولوں اور بھولوں کے۔ پھر کچھ مگچھ اور کتے اور بٹا پھر
بعض پرندوں کی ہمشکل پھر سانپوں پھر گینڈے اور چھ اونٹ کی پھر بکری کی کچھ ہمشکل پھر بندروں
یا بارہ سینگوں یا کچھ اور شتر مرغ اور گائے کے مشابہہ پیدا ہوئے۔ جن چیزوں کا نام لب گایا
ان سے وہ ہمشکل نہ تھے بالکل غیر صورت میں تھے۔ یہ خیال صحیح معلوم ہوتا ہے کہ بغیر استخراج تخم مذکور
مونث کے اجسام نامیہ کی پیدائش نہیں ہوتی جیسے حیوانات مذکورہ مونث ہیں اسی طرح نباتات بھی ہیں
حیوانات جطرح نقل مکانی کر کے تخم رسانی کا سبب ہوتے ہیں اس طرح اگرچہ نباتات نقل مکانی نہیں
کرتے مگر وہ اپنے پودوں کے پودوں کے وسیلے سے جو بھولوں پر پھلتے ہیں مذکورہ تخم مونث میں پہنچاتے ہیں۔
تب پیدائش ہوتی ہے۔ اگر کوئی درخت نہ مذکورہ نہ مونث بلکہ مثل بعض حیوانات محنت کے سوا اور
کچھ پیدائش نہیں ہوتی۔ اسلئے تخم کا ہونا ضرور ہے پس جبکہ اول تخم نہ تھا اور نہ اس کی تربیت کی
خاص جگہ تھی تو کس طرح درخت اور حیوان پیدا ہوئے۔ اور ذی روح مادہ فی ذی روح مادہ سے بنایا
ذی روح ہی سے پیدا ہوا۔ اس خیال کی اصلاح اس سے ہو سکتی ہے کہ کسی تخم کی اگر کیمیا جی جانچ
کی جاوے تو وہ غصروں سے ترکیب یافتہ پانی جیوا کی پس کسی بیج کا غصروں سے بنانا۔ اور اس کے
موافق زمان و مکان اوسی پرورش کے قاعدہ کے ساتھ عطا کرنا قدرت کو نہایت سہل ہے اور جب

اوس سے کسی عالم نامید کا ظہور ہوا تو پھر اوس کے استخراج سے دوسرے کا بننا ایک فطری تعلق ہے بعض حالات میں جاندار اشیاء کا فقط جاندار ہی سے پیدا ہونا کہتے ہیں۔ اور یہ تجربہ پیش کرتے ہیں کہ کوشش کا شعور یا دوشش کی نلیوں میں بھر کر ایک نالی کو جیسی ہے ویسی ہی کھلے منہ چوڑو اور دوسری کا منہ بند کر بند کر دے پھر عرصہ کے بعد یہ معلوم ہوگا کہ کھلے منہ والی نالی میں کیڑے پیدا ہو گئے۔ اور دوسری منہ بند نالی میں کچھ پیدا نہ ہوگا۔ کیونکہ ہوا میں جو بیشمار کیڑے ہیں وہ شور بے مین داخل نہوسکیں گے۔ اون کا ایسا کہنا اور ایسا تجربہ پیش کرنا محدود خیال پر مبنی ہے۔ کہہ سکتے کہ ظہور آغاز کائنات میں ذی روح کا نباتات سے پیدا ہونا ہوا جبکہ لئے حال کا تجربہ ناتمام ہے۔ دوسرے اسی نمونہ سے یہ پایا جاتا ہے کہ جب ربا دونوں نلیوں میں داخل کیا گیا اوسوقت ہوا کے بہت سی جانور شور بے مین داخل ہو گئے تھے لیکن میں کیڑوں کا ہو جانا اور دوسری میں ہونا کس طرح تسلیم کیا جاوے۔ اگر ہم کہا جاوے کہ منہ بند کر نیکی حالت میں اچھالنے کی گہمی سے کیڑے مر گئے تو یہ دلیل بھی لمبی نلی میں زیادہ مقدار شور بے مین کے گرم ہونے سے ویسی مضبوط نہیں جیسی کہ چاہئے۔ اور تجربہ سے ایسی حالتوں کا مشاہدہ ہونا کئی دوسرے سببوں کا باعث ہو سکتا ہے۔ اور زمانہ حال ہی میں یہ بات اچھی طرح دیکھی گئی ہے کہ بہت سے درختوں اور اون کے پھلوں میں جہاں ظاہر ہوا کا جانا نہیں پایا جاتا کثرت سے کیڑے مٹوڑے اون میں موجود ہیں یہاں تک کہ روئیدگی کے اندر جانور کیڑے مٹوڑے اور جانوروں کے کیڑے مٹوڑوں کے اندر روئیدگی اس طرح روئیدگی کے اندر روئیدگی اور جانوروں کے اندر جانور بلکہ جانوروں کے اندر جانور ہیں پھر اوس کے اندر جانور یا روئیدگی اور روئیدگی کے اندر جو روئیدگی ہے پھر اوس کے اندر روئیدگی یا جانور اور اسی طرح جانوروں کے اندر روئیدگی پھر اوس روئیدگی کے اندر جانور یا روئیدگی کے اندر جانور اور اون کے اندر روئیدگی یا بیانی جاتی ہے۔ نباتات کی اقسام میں سے ایک نوع کی کتنی شکلیں موجود ہیں۔ اسی طرح ایک جنس جو انات کی نوع کی کئی صورتیں ہیں۔ ریاحین اور گلاب اور کیندے وغیرہم بہت سے اقسام کے اور شیر اور گھوڑے اور کتے وغیرہم ایک ایک نوع میں بہت سے اقسام کے دیکھے جاتے ہیں اس صورت میں تخم کا غرض ہے بننا اور باعتبار زمان اور مکان اور اینرش کسی شے کو اپنی صورت میں بننے پر ایہ میں قبول کرتے جانا لیا کہ آتش کا

فضل تیسری انسان کی ہستی میں

نباتات اور حیوانات کے کئی زمانہ جنکے درمیان دراز عرصہ تھا اوس کے گذرنے کے بعد جبکہ زمین کی سطح مکشوف و بچھڑا نباتات اور حیوانات سے آباد ہوتی اور قدرت نے اوس کو فطری رونق پھر بہار نشود مہا دے

رکھی تھی اور شاخیں برگ و بار قدتی بہار دکھا رہے تھے۔ مغز اردن میں درخون کے جھنڈا دل بہار
 پہاڑوں سے جھپٹے پانی کی تپیلوں کا بہنا اور کہیں نشیب میں جھیلوں کا لہرانا اور اون کے گرد حیوانات
 کا آزادانہ پھرنایا کھڑے رہنا یا بیٹھا۔ کہیں جانوروں کی مختلف بلایوں کا سنائی دینا اور انیس میں
 کھول کرنا۔ کہیں سسنان ہو کا عالم ہونا کہیں جھیل یا ندیوں کے کناروں پر درخون کی شاخوں کا پانی
 ایک جھومنا اور طرح طرح کی روئیدگی کا باعث بننا اور پھر نا کہیں پرندوں کی نغمہ سرائی۔ کہیں مہیب جانوروں کی میت
 ناک آواز سے چٹکنا اڑنا اور ڈکرنا اور شہر ات الارض کیڑے مکوڑوں کا پھرننا۔ دریائی اور آبی جانوروں
 کا سطح آب پر گھیرنا۔ اجسام نامیہ کا غایت درجہ سرسبزی اور آزادی سے ستانہ معلوم ہونا طبعی قدرت کا
 دیکھنا تماشا تھا۔ ایسے وقت میں سطح زمین پر جو نمونہ بہشت تھا آدمی کا ظہور ہوا جس طرح نباتات کی
 آمیزش سے نئی نئی نباتات ہوتی کہیں جیسے آخرین حیوانات کا وجود ہوا اسی طرح حیوانات کی آمیزش سے
 نئے نئے حیوانات پیدا ہوتے گئے۔ کئی نوع سے تبدیلیوں کے بعد اس وجود کا ظہور ہوا۔ بندروں کی قہقہوں
 میں سے ایک قسم ہے جس کے دم نہیں اکثر کھڑا ہو کر چلتا ہے اور انسان کے مشابہ ہے جس طرح یہ پیدا
 ہوا اسی طرح اس سے انسان کی نسبت خیال ہے۔ انسانوں کی معمولی بیداریش ایک ایسے چھوٹے خدا
 کیڑے سے ہے جیسے موری کی ٹیڑھ میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایسے کیڑے مٹی میں کثرت سے ہیں مجامعت
 کے بعد جب مٹی اندر داخل ہوتی ہے اوس کے کیسوں کے کیڑوں کو اون اندر مٹی کیسوں کی تلاش
 ہوتی ہے۔ جس کے اندر بکتر تھچو تھچو ڈالنے لیسدا اور لیسدا از رو طبع ہوتی ہے۔ ان مٹی کی کڑوا
 میں سوچ جیسی ہی میں فتوا توجہ جیرت کو تے رہتے ہیں۔ کوئی کیڑا اپنا سرا س کے اندر داخل کرتا ہے۔
 اور رطوبت کے ساتھ باکتر ان داتوں سے اپنے تئیں مٹی کے کیڑے کی صورت تبدیل کر کے جنین
 کی حالت کو نشوونما میں لے آتا ہے۔ پہلے سر بنتا ہے۔ پھر دوسرے اعضاء کیڑا اور گوشت اور ہڈیاں
 اور نظام عصبی وغیرہ تیار ہوتے ہیں۔ یہ تبدیلی ایسی ہی ہے جیسے کیڑے مکوڑوں کی صورتوں کی دوسری
 نئی صورتوں میں تبدیل جاتے ہیں۔ اور تبدیلی ایسی ہی جو پہلی صورت سے کچھ بھی کس طرح کی
 مناسبت نہیں رکھتی۔ کیڑے مکوڑوں کی تبدیلی نہایت درجہ ناک ہے۔ انسان کی ہستی تمام
 حیوانات میں غایت درجہ عجیب تھی۔ یہ اپنی عجیب شکل کے ساتھ برہنہ اور کمر و نہن پر پوست جانور
 کی طرح نہ اون نہ پر کدھی لباس پہنا ہوا ہے نہ اعضاء میں مثل دوسرے قوی ہیکل جانوروں کے توانائی
 اور نہ درندوں کے سے تیز ناخن نہ اون کی مانند رفتار نہ اون کے دانتوں کے مانند دانتوں میں قوی
 نہ ایسے بازو جس سے ہوا میں اڑ سکے نہ دریا میں تیر سکے۔ اگرچہ عقل ہے جیسے کہ سب سے ممتاز ہے

مگر وہ مثل حیوانی عقل کے ہے۔ نباتات میں حیوانات کے مشابہ یہ بھی صدمہ یا قسم کے جانوروں میں سے ہے۔ ایک جانور ہے۔ مگر غریب ہے۔ جو جانور تو پھر بھی اپنی جبلی فطرت پر اپنی معاش اور گذر اوقات میں خوش اور سبقت میں اسکو جو عقل دی گئی ہے اس کے وسیلہ سے ہمیشہ سوچ بچار میں فکر مند رہتا ہے اسکو بھی ان کی فکر ہوئی۔ کچھ پتے پھل پھول کھا لیتا جب درندوں کو جانور بار کر کھاتے دیکھا تو اون کی دیکھا دیکھی اس نے بھی ایسا ہی کرنا چاہا۔ اب جو جانور اس سے بخوف تھے جب ان کو کھانے کے لئے مارنا چاہا وہ متنفر ہوئے اور جو جانور سبقت ناگ زور آور تھے انسان نے ان سے خود کنارہ کیا۔ جو کمزور تھے وہ پھرا اور لکڑیوں کے مارنے سے بھاگنے لگے پھر عقل کی بھری سے صنعت لگائی کہ کوئی پتھر چھوٹا سا ایسا لے جس میں چھید ہو یا لکڑی سوراخدار کہ ان دونوں کو ایک دوسرے میں داخل کر کے بطور کلہاڑی یا کھن کی بناؤ اور اس ذریعہ سے جانوروں کو بار کر ان کا گوشت حاصل کرے۔ اس تجویز سے اس نے جانور کو بار کر ان کا گوشت کھا لیا اس کے چمڑے کو بدن سے بغیر دم کاٹنے اور کھری دور کرنے کے لپیٹ لیا۔ یہ ابتدائی صنعت اور خوراک اور لباس تھا یا س معیشت سے بخوف پہاڑوں اور جنگلوں میں دریاؤں کے کنارے جہاں بہت سے اقسام کے جانور رکھتا تھے گینڈے۔ شیر۔ بارہ سینکے وغیرہ سے مشابہت پہاڑوں کے غاروں ہی میں زندگی بسر کرنے لگا ایسی حالت سے یکے بعد دیگرے زمانہ گزرتا گیا ان کی تعداد بہت ہی کم پھیلی۔ کیلئے کہ عقل نے تجربوں سے ترقی نہیں پائی تھی۔ وہی پوشاک اور خوراک وہی غار کی سکونت جیسی تھی اوس میں کچھ تبدیلی نہ تھی۔ دھوپ کی شدت کو کسی درخت کے سایہ دور کیا۔ اور بارش ہونے سے کسی گھوہ میں گھس جانے پر پانی پائی۔ اگر کسی درندہ نے سایہ یا گھوہ میں پھاڑ ڈالا خود اوس کی خوراک بن گیا۔ جب سے جانوروں کو یہ مارنے لگا وہ وحشت پکڑنے لگے اور درندہ جانوروں نے اپنی خوراک کے لئے اسکو آسانی کمزوری کے سبب اپنا شکار ٹھیرایا یا جو کے لئے تہ تیغ کیا تھے نہ جاسے محفوظ یہ وجہ اس کی کمی کی ہوئی۔ مگر آفرین ہے اس کی بہت پر کہ ہزاروں مہینہ درندوں اور خوراک جانوروں میں سینکڑوں کوس کے جنگلوں اور پہاڑوں میں جہاں آبادی کا نام و نشان نہ تھا۔ وہ ان خود اگا دو کا بدن سے چمڑا لپیٹے کھانا تہا میں لئے پھر رہا ہے۔ انسان میں دو جو بڑے بہا ہیں اول عقل دوسرے ہمت۔ ان کے ذریعہ سے وہ سب چیزوں پر قابو ہوا اور سب کچھ کر سکتا ہے۔ جانوروں کو ابتدائیں انسان سے وحشت کے دو سبب تھے۔ ایک بھوک دفع کرنے کے لئے کسی جانور کا شکار کرنا دوسرے اوس کی ہلاکت سے بچنے کے لئے اسکو مارنا اور انسان کی ہلاکت کے بھی جانوروں میں دو سبب تھے پھر انسان نے جانوروں کی ایذا رچی نسبت رفتہ رفتہ اور لگائے ایک تو

یہ کجاوڑوں کو اون کی آزادی سے محروم رکھ کے اپنی قیدیوں لاکراؤں سے اپنی مرضی کے مطابق کام
 لینے لگا اس میں اون کی تکلیف کی کچھ خبر نہ رکھتا۔ اور دوسرے باوجود خوراک موجود ہونے کے
 اپنی تفریح کا طبع کے لئے اون کو صد سیدھ پہنچاتا یا ہلاک کرتا بغیر خیال اس بات کے کہ اس سے ہس کو کچھ
 فائدہ ہے یا نہیں۔ یہی چار دن سبب کجاوڑوں کو انسان سے وحشت دلانے کے ہوئے کہ جہاں
 انسان کی شکل دیکھی اور بھاگ نکلے۔ اگر ان باتوں کا خون نہ ہو تو کجاوڑوں کو وحشت مطلق نہ ہے
 اور ظاہر ہے کہ جو شخص کجاوڑوں سے محسن سلوک پیش آتا ہے۔ اون کی وحشت انست سے پہلے جاتی
 ہے۔ شیر اور سانپ اسی سبب سوانوس ہو جاتے ہیں کہ انسان کی سختی کو محبت سے برداشت کرتے
 ہیں۔ چنانچہ انسان ہی شیر کو کھولنا مار کر اس کا گھنہ کھلواتا ہے۔

اور جب غنہ کھلتا ہے تو اپنا سر اوسکے منہ میں لوگوں کو ترسنا دکھانے کے لئے دیتا ہے۔ اور دوسرے
 ہلاتے وقت سانپ کی عدم فوجی سے اوسکے سر پر لکڑی مارتا ہے تاہم سانپ لکڑی کھا کر اپنے سر کو
 غربت سے الٹا جھکا لیتا ہے جیسا کوئی پیار اور محبت کرتا ہو۔ ایک محافظ شیر کی کوٹھڑی صاف
 کرنے کیلئے شیر کھڑا تھا اوسکے جلتے ہی شیر زمین پر لوٹ گیا اور دم ہلا کر اس سے چٹنے لگا اور کمال طور
 سے محبت اور پیار کی نشانیان ظاہر کیں۔ محافظ نے ٹھوکر مار کر اس کو ہٹا ناچا یا مگر شیر اوس کے
 پیروں پر لوٹ کر ثابت اس نے دو دفعہ لکڑی ماری۔ شیر وہاں سے اٹھ کر دوسری جگہ لیٹ کر دم
 ہلانے لگا۔ اب تک بعض جزیرے ایسے ہیں جہاں انسان اقل پہنچے ہیں۔ وہاں کے کجاوڑ اوس کی
 صورت اور شکل کو دیکھتے بھتے۔ اور بالکل وحشت نہ کرتے تھے جب انسان ہی اون کو صد سیدھ پہنچا
 وہ بھی بھاگنے لگے۔ اور اپنی فٹین اون کے شر سے بچایا۔ نباتات بھی اون کی صنعت قطع و برید اور تراش
 و تراش کے تصرفات سے نہ بچے جمادات کی یہ حالت ہوئی کہ کجاوڑوں کے اندر اور زمین اور دیواروں
 کے نیچے سر لکین جاری کر دیں۔ سمندر کا یہ حال ہوا کہ کسی جگہ اس سے بٹا کر اس کے قبضے اندر وہی
 سطح پر خود قابض ہوئے۔ پانی کے دھوئیں اوڑا لئے۔ ہوا کو تالچ کیا بجلی کو چاکر بنا یا غرض
 ہر اعظم کی صورت بدل ڈالی۔ پھر حیوانات کی کیا بساط ہے۔ اونکو انسانوں کا جتن ڈر ہو اوتنا ہی سانپ
 ہے مگر کجاوڑوں نے بھی جیسا موقع پایا بدلا لینے میں دریغ نہ کیا اور اتنا میں عدم مواقع حفاظت
 سے انسان کی نسل درندوں کی ہلاکت سے کم پھیلی۔ جب آدمی کجاوڑوں کی طرح پرندہ غاروں میں
 رہتے تھے۔ دندے اونکو وہاں ہی جا کر مار ڈالتے اور کھا لیتے تھے۔ تب اونہوں نے اول شمار لاکراؤں
 سے زان بعد آگ پر قادر ہونے سے آگ جلا کر غاروں کا موٹہ اونکے اندر جانے سے بند کیا لیکن دندے

باہر گھات میں بیٹھے رہتے۔ جب یہ باہر آتے تب مار کھاتے۔ ان آفتون سے انسان کم رہے۔ مرنے کے
 بعد پھر ایک زمانہ آیا جسکی بہار کے جمال کی حالت کمال پر تھی۔ سطح زمین کے جملہ مقامات بہایت پر وفضا
 تھے جن مقاموں میں ایک جگہ ایسی تھی جہاں مختلف اقسام کے چھوٹے بڑے درخت کثرت سے تھے
 اور انھیں درختوں میں پانی کی پھیل میں ہر طرح کے آبی جانور تیر رہے تھے اور کئے کناروں پر اور درختوں
 میں بہت سے جانور تھے جو اب بھی پائے جاتے ہیں۔ مثل بھڑ۔ بکری۔ گاسے۔ بھیتس۔ ہرن۔
 بارہ سینگا۔ کھوڑا۔ اونٹ۔ گورخر وغیرہ اور طرح طرح کے موجود تھے۔ دیان حضرت آدم اور حوا
 علیہما السلام بھی موجود تھے۔ اگرچہ انسان کی پیدائش کے بارہویں کئی زمانے قرار دئے جاتے ہیں
 اور اس کی اصل کے کئی مرتبہ ٹھہراتے ہیں۔ مگر اس کتاب آدم علیہ السلام سے ہی اس کی نسل قرار
 دیتے ہیں کس لئے تمیز کی حالت میں آدمیوں کے آئینے اقبال اسی زمانہ سے سمجھی جاتی ہے اس زمانہ
 سے آدمیوں کی قوت متیزہ میں کچھ ترقی شروع ہوئی اور عرصہ میں ان کے کئی ہی کردہ کئی جنگلوں
 میں آباد ہوئے۔ یہاں تک کہ زمانہ طوفان نوح علیہ السلام کا آیا طوفان نوح سے یہ مراد ہے کہ سمندر کی
 اندر جی تھوڑے آتشیں کی موجوں سے فراز ہوئی اور خشکی کا فراز سطح نشیب میں آیا۔ اس لئے سمندر
 اکثر بڑا عظیم یورپ اور ایشیا کے خشک حصوں پر پھیل گیا اور پہاڑ تک غرق ہو گئے۔ سمندر خشکی پر
 کوسوں گہرا اس تیسری سے پھیلنے لگا کہ ہر طرف سے پانی کے بڑے بڑے سیلابوں نے مثل سلسلہ
 پہاڑوں کے آفا کا تمام جنگلوں اور پہاڑوں کو ڈبو دیا۔ اور خطہ خطہ طوفان کا چڑھا دھوا ہوتا گیا۔
 حیوانات میں جن کو موقع پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھ جائے گا وہ بڑھ گئے اور پہاڑ کے غرق ہونے
 کے ساتھ وہ بھی سب غرق ہو گئے۔ کئی جانور اور درختوں کے ساتھ آدمی بھی چڑھ گئے آخر
 سب ہلاک ہوئے قبل پیدا ہونے آدمیوں کے ایسے کئی طوفان آئے ہوں گے۔ لیکن یہ طوفان ایشیا
 آخری طوفان کہلاتا ہے۔ آبی جانوروں کی گلیاں جو طوفان مذکور کے چٹ جائے پہاڑی کے ساتھ بندھی
 پہاڑوں کے نشیبوں میں رہ گئیں تھیں وہ اس طوفان کی تاریخی خبر دیتی ہیں جسکو غریب پانچہزار
 برس کا گذرتا ہے۔ اس طوفان سے پہلی حالت کا صحیح پتہ نہیں ملتا۔ یہ امر دوسرا ہے جو کچھ اہل کتاب
 بیان کریں ہندو نماہین یا ہنود جو یہ بیان کریں اس سے آتش پرست مہج نہ جانیں۔ اور جس بات کو اکثر
 پرست یاد کریں اس سے جن کے لئے تسلیم نہ کریں اور جسے جن کے لئے بیان کریں وہ بودہ والوں کے نزدیک
 مستعمل نہیں۔ اسی طرح ان سب کی اقوال کی اہل کتاب تردید کریں۔ چرائی کہاوتیں اقوال منقولی میں بدل
 منقولی میں کہ قبولیت کے سوا تردید میں نال ہو۔ اس طوفان سے آدمیوں کی آبادی اور آدمی سب دہک گئے

تھے۔ ایک مالی خاندان کے بچے جانے پڑاؤں سے پھر کیا وہی البشیا کے زیرِ غمزاروں میں دریا بے جھون کے
 سینہ زار کناروں پر پھیلی۔ جہاں گلابانی صاف شفاف اور مہو معطر خوشگوار معتدل اور قدرتی زرخیزی
 غایت میں خوش برکتی اور ایک ہر صوبہ میں کثرت سے آبادی ہو گئی۔ اوس زمانہ میں آدمی کھوڑا وغیرہ سب جانور
 کھاتے تھے اور کو پالتے نہ تھے اور نہ گدھا۔ غنس۔ لٹ پالتے تھے۔ لکشتکاری کرتے تھے۔ شرع میں بھڑکیر
 کو پال کر کتوں سے اون کی نگہبانی کرتے تھے۔ مکانات اور شہر نہاد بالکل نہ تھے موسم سرما میں زمین کے کنار
 سو راخ کرتے اور لکڑی اور گائے کے گریسے چھت کو پاٹ لیتے۔ اور گرمیوں میں لکڑیاں کھڑی کر کے پتوں سے
 چھکراؤں میں رہنے کی شہادت تازہ آفتاب کو دفع کرتے پلوں کا چڑے کی تہی۔ دھات کی استعمال سے
 ناواقف تھے۔ مہینوں کے نام تھے پھر کھوڑا بیل۔ لٹ وغیرہ جانور پالتے تھے۔ اور لوگ لکڑی سے زمین میں
 چھید کر کے کیسوں یا جو پوتے تھے۔ اور مکان بنا کر آبادی کے گرد پائے کرنے لگے۔ مٹی اور پتھر کے تر بناتے
 اور آدمی کپڑا پہنا شروع کیا۔ تمدنی اور اخلاقی اور مذہبی خیالات ان میں کچھ پیدا ہونے لگے پھر آپس کی اطاعتوں
 کے سبب دور دراز ملکوں میں جا کر آباد ہوئے۔ اور غالباً انھیں انیموں کے سبب جیروں میں جا کر آباد ہوئے
 بذریعہ ٹھون اور پڑوں کے کھڑکیوں کو عبور کرنے سے جالیسے پھر رفتہ رفتہ اون میں تمدنی اور اخلاقی اور مذہبی
 خیالات نے ترقی پکڑی۔ اب یہی بعض جیروں کے آدمی اگر بالکل اسی طرح کے تمدنی کچھ اور حسی و شہوانی
 پر میں جو قبل متفرق ہونے کے دریا و بحیروں کے اطراف میں آباد تھے۔ انسان علاوہ سفید رنگ کے کا پیلے
 کچھ مختلف وضع کے ہیں جیسے حشی یا پیلے رنگ کی آدمی یہ صرف آج ہوا کے اثر کا نتیجہ ہے جو انسانی بناوٹ پر
 پڑتا ہے پھر اون کے امتزاج سے کئی قسم کی نسلیں سمجھی جاتی ہیں۔ دراصل ان سب کی نسل ایک ہے
 آدمیوں کی تمام حیوانات سے ممتاز حالتیں ان سب باتوں سے سمجھی جاتی ہیں کہ ان کی صنعت سے آدمی
 ایک ہوشیار اور اخلاقی حالت میں پیدا ہوا یا یوں سمجھنا چاہئے کہ اوس کو نطفہ کا وہ اشرف مادہ ملا یا جو کسی
 حیوان کو حاصل نہوایا اوس کو عقل دی گئی۔ اگرچہ اور جانوروں کو بھی عقل دی گئی جس کو عقل حیوانی کہتے ہیں
 اور کئی باتوں میں اون کو خیال ہوتا ہے۔ اور بہت سی باتیں اون کی سمجھ اور سمجھ کی ہوتی ہیں چند باتوں میں
 جانور و ان کی عقل آدمیوں کی عقل سے مل بھی جاتی ہے۔ بلکہ بعض جانور اسی حیرت انگیز کارروائی اپنی علی صنعت و
 کوششوں کے آدمی حیران رہ جاتا ہوتا ہمارے جانور میں اور آدمی آدمی ہے اس کو اللہ تعالیٰ عطا ہوئی ہے جو خاص آدمی کے
 دوسرے حیوان اوس سے محروم ہیں۔ انسان کی بیدار شہادت درجہ خوبی سے ایسے طریقہ پر ہوتی ہے کہ کسی سرکاری
 نہیں کیسے کو قصورنا کر سکتا ہو اور کیا منصوبے بنا دھتا ہو جس کے سبب سے ممتاز درجن پر اوسے ترقی ملی
 دنیا کو تاج کیا اپنی سلطنت قائم کی اور ایسے اعلیٰ خیالات اور سکون سے سمجھنے کے اوسنے خدائے تعالیٰ کے عطا کردہ ہوش

کے کیسے عمدہ قواعد ایجاد کئے جن سے معلوم اور مجہول حیرت انگیز باتیں معلوم ہو جاتی ہیں اسنے اپنی ہستی کا انھیں
 باتوں سے اپنے تئیں نئی قسم کی کائنات میں ظاہر کر دیا۔ کیسے کہ جو کچھ اسنے سمجھا اور کیا دوسرے کسی حیوان سے
 نہیں ہو سکتا اسی سبب سے اہل کتاب کا عقولہ ہے کہ انسان کو خدا نے اپنی صورت پر بنایا اور بعض مخلوق کا انسانی
 نسل کی نسبت ایسا خیال ہے کہ ابتدا میں بندروں کی قسموں میں کسی ایک قسم سے انسان پیدا ہوا۔ ان کا چہرہ نوع اول
 میں خوفناک اور بد وضع اور غیر باوی المشرع تھا۔ وہ غاروں میں ریچھوں اور شیروں کی طرح رہتے اور جنگلی جانوروں
 کی طرح عقل حیوانی رکھتے تھے اور ایسی حالت میں کہ انکو جنگلی جانوروں سے اپنی ہستی کے لئے لڑنا پڑتا تھا۔ پھر
 یہ زمانہ گزر گیا اولیٰ حالت کا زمانہ آیا کہ اوس کا چہرہ کھلا ہوا وضد ار معلوم ہونیکار بدن کو پوست کی اُون کم ہوئی
 اور زبان ریلیا۔ پھر منساری کی حالت سے گروہ ہو کر رہنے لگے۔ اس حالت سے انکو یہاں تک تقویت ہوئی کہ
 جانوروں کو دھمکانے اور غصوں سے فائدہ لینے اور بہت سے خون و خطرہ سے بچنے اور جو نصیب کسی طرف سے آتی اور
 سے محفوظ رہتے اور جانوروں پر حکومت کرنے لگے یہ مدت کچھ بلالوش جانوروں کے شکار ہوتے رہے اور ان کے دوسرے
 تئیں جہاں کہیں پناہ میں لیگئے وہاں بھی بیشمار خطرہ سے محفوظ رہے۔ آخر اتفاق جو ایک ٹہری قوت اور دراصل
 بھاری نعمت الہی ہے اوسکی مدد سے کان بندے اور ہتھیاروں کا استعمال شروع کیا۔ اول ہتھیروں کے ٹکڑوں کے
 کھانسی کی مانند آہ بنایا جو آدمی کی سادی طرز میں سب سے اول بناوٹ کا نمونہ تھا اور آتش فشان پہاڑوں کے
 یا ہتھیروں کے ٹکڑے سے اگ حاصل کر کے اپنے مسکن میں رکھی۔ اور مکان کی صفائی کی۔ اور ہتھیروں کے کھانسی
 سے لکڑیاں کاٹ کر لائے اور لڑائی کے ہتھیاروں کو ان سے درست کیا۔ پھر اپنی ضرورت کے لایق اور اربانے
 لگے اور سونے اور لوہے اور لکڑیاں ہی جو گرز اور برچہ کا کام دینے کے قابل تھیں بنائیں اور جانوروں کے پٹھے
 اور درختوں کے ریشے سے کسی نرم چھال اور پچکدار شاخ کے سروں سے باندھنے سے جسے ریشی کا کام دیا اسان
 تیار کی جس میں نوکدار لکڑی نے تیرکا اور گولی نما ہتھیروں نے بندوق کا کام دیا اور پھر بھندے اور جال جانوروں کے
 پکڑنے کے لئے اور ڈونگے پانی میں جانے کے لئے تیار کئے اور اپنے اپنے جگہ گاہ فریق اور خاندان مقدر کئے
 پھر ایسے فریق ہفت سے ہو جانے کے سبب زمین کو جہاں تک مناسب جانا آئیں میں تقسیم کرنے لگے اور محنت سے زمین
 پر قابض ہوئے یہی زمین کی حکومت کا آغاز ہے۔ انہوں نے زمین میں کشتکاری کی اور قوم کے خاندانوں کے
 لئے ایسی باتیں جاری کیں جن سے قوم کو تقویت حاصل ہوئی۔ فی الخفیفت جبکہ انسان اول ہی اول پیدا ہوا تو وہ
 بیشمار اذیت کی موجودگی میں بمقتدا دوسرے جانوروں کی بناوٹ اور بہت کے نہایت ہی گزر رہا تھا اسکے پاس تھی
 اور نہ قدرتی جانوروں سے دوسری جانوروں کی طرح مسکے تھایہ مطلق مترا تھا۔ سو میں اڑسکا۔ مخفانہ پانی میں تھیس
 مسکنا مخفانہ مخفانہ لافض سے اپنے تئیں چاسکتا تھا لیکن خدا کا شکر کہ ادا ہو سکتا ہے جسے ایک جہت سے

اوسکو دیا جو عقل ہے جس سے سب کا ذی انتہہ حاکم ہو کر سب کو رہنے پر سب خلقت پر زور اور ہو گیا اور سب اس
 ڈرنے لگے اور سب نے اس کی حکومت تسلیم کی۔ جیسے آب و ہوا کے اثر سے اس کی صورتوں میں اختلاف ہے ایسی
 ہی سیرتوں کا حال باعتبار تمدن اور اخلاق اور مذہب کے ہے۔ جتنا محدود و محدود اس کی زندگی گائی کا ہے اس سے
 زیادہ اوس کے لامحدود خیالات اور خواہشیں ہیں۔ جتنی خود غرضیاں اور شرائطیں اس میں جھڑکی ہوئی ہیں۔
 اتنی ہی فوائد و نیکیوں کا منہج ہے۔ کہیں اس وجہ کی عقل مندی کہ آسمان میں ٹھٹھکی جاگائی۔ کہیں اس وجہ
 کی حماقت کہ جانوروں سے بدترین ہو گیا۔ کہیں عابد بنکر فرشتوں پر شرف لگیا۔ کہیں شیطان کے کان
 کاٹے۔ کہیں دولت اور ثروت سے خود فیضیاب ہو کر بہتوں کا فیض بنا۔ کہیں سوکھے ٹکڑوں سے اپنا ہی
 پیٹ نہ بھر سکا۔ کہیں عزت کا تاج سر پر رکھا۔ کہیں ذلت کے کمبوں میں گرا۔ کہیں ہندوستانی سے مذکشت
 کی سوچی کہیں مرض سے ماتمہ پاؤں پلا نا دشوار ہوا۔ کہیں خوشی میں راگ لگایا۔ کہیں غم اور اندوہ سے رنار بنا کہیں
 مقبول ہوا کہیں مردود ہوا۔ غرض یہ خلی پہلا عجیب معجون مرکب ہے۔



۱۱

۱۲

خاتمہ از مصنف

جسے اپنے تئیں بچانا اوسنے خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل کی۔ یہ رسالہ مسیحی معرفت لازمی کے علاوہ
 عرفان متعدی کا سبق دیتا ہے۔ انسان کی قدامت اور اوس کے مرکز کی معرفت کے بارہ میں ہزاروں بلکہ لاکھوں جلدیں
 لکھی گئیں۔ ان کے سوا عالم حیوانات اور نباتات اور جمیع مخلوقات و موجودات کی ماہیت کا نہایت درجہ مختصر
 حال اسمیں بیان ہوا ہے۔ ناظرین معلوم کر سکتے ہیں کہ گہ زمین کے بنائے میں قدرت کاملہ کیسے ظاہر کی
 گئی ہے۔ اور قدرتی تدبیروں سے کیسے کیسے طلسمات زمین پر پیدا ہوئے اور اس کی پائیداری کے کوئی کسے کسے
 ہیں اور کیسی اعلیٰ قوتیں شکلوں اور زندگی کو قائم رکھتی ہیں جسے اجسام متاثر ہو کر انتظام عالم کا سلسلہ
 استواری سے برقرار ہے اور کیسی ہیڈ تائیرین اور کرشمے اور کیسی ہر تائیرین اجسام میں پائی جاتی ہیں اور یہی
 ظاہر ہو گا کہ انسانوں کی پیدائش سے پہلے زمین کیسے کر وڑوں نباتات اور حیوانات سے معمور تھی۔ اور بہت
 آجرات سے اب اونی جبکہ دوسری بیشمار ذوی الحیات اور نباتات ہیں۔ کیا شان الہی ہے کہ جو اجسام نامہیں
 تھے وہ اب نہیں اور جو اب ہیں وہ آئندہ انہوں کے زمانہ استقبال غیر معلوم میں کیا کیا حادثات حادث ہونے
 اسی طرح یہ بھی واضح ہو جائیگا کہ ابرام فلکیہ کیسے ہی عجائبات اور غرائب سے بھرے ہوئے ہیں۔ جیسے
 سورج بمقتلہ بار زمین کے جوہر لاکھ حصہ بڑا ہے وہ کیسی قدرت الہی کے طلسمات کا ڈھیر ہے ویسی ہی

کی حالت ہو اور زمین جو پلو نے تین کھرب میل تک پھیل کر مشتمل ہے۔ اس کے مقابلہ میں ایک ذرہ کی کیا اہمیت ہے اور اس کے دل پر ذرہ ٹھوٹھوٹا انا الشرق کے اسرار قدرتی کا نمونہ ہے حال یہ کہ قوائے فلسفی کے تجربات سے عین معور میں اسی طرح جیسے بڑے جانوروں کے بنائیں اس کی بجز حکمتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ وایہ ہی ایک کچی باچیونہی کے خلق کرانے میں بلکہ ان چھوٹے جانوروں کے خلقت میں جو کلاں میں سے نظر آتے ہیں کیسے کیسے حیرت انگیز رموز جلوہ دکھا رہے ہیں۔ اس رسالہ کے پڑھنے والوں کو عموماً اور بر خوردار **آکسمند خان** طال عمر کو خصوصاً ایسی دقیق باتوں میں فکر کرنا لازم ہے۔ اور ان سے معرفت کا درس حاصل کرنا لازم ہے کہ اللہ کی خلقت میں فکر کرنا بہت سی عبادت کرنے سے افضل ہے۔ اس خاتمہ کے اخیر میں یہ نگاہیں ہوں کہ علم ہی قوت ہے جس کا دل علمی باتوں میں لگا رہتا ہے وہ فیوض بخشوں اور فکرین اعلم برائے کائنات اور اس کے مسائل مولس ہو کر رفاقت سے اس کے نہیں میں سما جاتے ہیں جسکی بدولت وہ زندگی بھر دنیا میں ہمیشہ دلشاد رہتا ہے اور بہت سے توہمات اور مخالطات سے خود بھی بچتا ہے اور دوسروں کو بھی بچاتا ہے اور یہ بات اس حالت میں حاصل ہو سکتی ہے کہ ان کلاموں کو ذہن نشین کر کے سب کو جو اس سے علاوہ رکھتے ہیں خوشی و نیران درسون کے سہنے سے بہت تھوڑا فائدہ حاصل ہوگا۔ انا توفیقی اللہ اعلم۔ عبد الجبار عبد الرحمن کلیانی

لٹریچر کا پتہ ہے جو اہل علم کو دیکھ

اس وقت تک جناب فیضیاب مولانا محمد عبدالرحمن خان صاحب کلیانی نے چند قابل اوقات کتابیں طبع کر رکھی ہیں۔

قدرت الہی طبیعیات اور اوق مسائل ہیں۔ اسرار قدرت علم فلسفہ میں۔ جلوہ کائنات الہیات میں۔ شگوفہ لیستان ہذا سبب علم کلام میں۔ سوانح عمری مولفہ کے حالات میں۔ رشتہ رستی بہت نکوین موجودات میں۔ کسب الاطلاق لائل الافاق۔ علم اخلاق ہیں۔ فائدہ عالم ہیئت میں۔ توحید اور اسناد میں۔ تاریخ کلیانی۔ ہند کی تاریخ میں۔ مختصر تاریخ راجہ مانہ۔ راجستان کی تاریخ میں۔ سالہ شب برات شب برات کے بیان میں۔ مسلمان کی چالیس باتیں۔ عقائد و عمل اہل اسلام میں۔ نیک آیت مجمل تفصیل احکام الہی میں۔ لفظ نور۔ توفیق عمل نیک و بد میں۔ سرگوب بدعت۔ فصیح میں۔ خواب شافی۔ شراب خانہ خراب۔ عصا کے قاضی۔ حد مسائل عقائد و حالی۔ جامع فرائض و مالی۔ فقط

تقریظ انجاء کار ابو ادیس حدرن شوکت مدیر و مہتمم شوکت المطالع شمعہ ہند

از تربت نظام افیش چون آگاہ

حوادث راز تائیر خرم آسمان بینی

کتاب رموز ہستی جو اپنے اسم سے کسی کی خبر دیتی ہے اور لوگوں کے لئے رہنما ہو جنکو قادر مطالع نے یہ دعا مانگی
ہدایت کی ہو کہ رہنا ما خلقت بذاتہ بل لا یعنی ایجاد تو نے ممکنات و کمونات و ملکیات کو یوں ہی عبث پیدا نہیں کیا یعنی
اون سے تیری شان تخلیق ظاہر ہوتی ہو اور ثابت ہوتا ہو کہ تیری قدرت کھدر محیطی اور یہ ظاہر ہے کہ مصنوعات و مخلوقات اور
آنکے حقایق کا جقدر علم شہتا جائیگا اسی قدر صانع اور خالق کی قدرت ان چیزوں سے جانو والوں اور پچھانو والوں کو
پراگشکا ہوگی جابگی یہ عام مقولہ کہ جاہل خدا کو نہیں پہچاں سکتا اسے تسلیم کیا جاتا ہو کہ وہ مصنوعات سے واقف نہیں
کو کیونکہ پہچانے کا نہانہ جاہلیت سے مراد نہانہ کفر ہے۔

اس نہانہ کو لوگ ایسے کافر تھے کہ وجود خداوندی اور انکی قدرت و صفت کو سولے ہوئے تھے وہ اپنے لئے یہودی یا مجوسی
ہوئے تھیں سواد و سر علم رکھتے تھے ہم کیم بھی نعم لایرجون ان کی شان تھی بیشک جناب باری کو اس فرماں واجب الادب
پر ہمارا ایمان ہو کہ ما علم حق و ربک الا ہو یعنی خدا کے لشکروں کو خدا ہی نہیں جانتا اور جو یہ کہ ممکنات و کمونات غیر نہاں ہی
ہیں پس انکے حقایق و مہیات بھی غیر مانتا ہی ہیں اور یہ ثابت ہو کہ نہاں ہی اور معدود غیر محدود و نامناہی کا علم
نہیں کر سکتا تاہم قدر و وسع اور خدا کا ان کے موافق ہو کہ حقایق و شہد کے جاننے کا حکم دیا گیا ہو کہ نہ خدا تعالیٰ نے نہاں
اپنا اور اپنی قوتوں سے اور بعد و غیرہ کا نمونہ عطا فرما کر بلکہ اپنا خلیفہ بنا کر دنیا میں بھیجا ہو پس خدا اگر خلیفہ کی یہ شان نہیں کہ
وہ کچھ نہانے ایسے فرمایا ہو کہ اقلانہ فکر و ان اور اقلانہ تدبر و ان اور اشرار و مہوای و فی الشک انما بصر و ان یعنی خدا نہاں
ذات میں موجود ہو نہ کیوں نہیں دیکھتو یعنی علم اور نظر سے کیوں کام نہیں لیتے مطلب یہ ہو کہ اگر ہم دیکھنے کا اسادہ کر دو تو وہ
خود تنکو دکھائی دیکھا پس تیرہویں صدی کو منظم اور محقق حکیم اور مدقق عاجز اب فیض انساب مولانا محمد عبدالرحمن صاحب
اکیلیانی چیچ ویرنڈنڈنٹا پولیس رایت اوپور نے جنکو مسلمانوں کا متحد و کہا بھی موزون ہے یہ کتاب اور ایسی ہی دوسری
کتابیں تصنیف و تالیف فرما کر طبع کر لیں اور انہیں صدیوں کی دوریں جو اپنے فلسفے اور سائنس سے دنیا پر محیط ہیں ایک مشکل
توفیق نہ صرف اہل اسلام بلکہ بنی نوع انسان کی راہ میں رکھی تاکہ وہ اس کی روشنی میں منہل خصوصاً یہ شخص اور جبل کی
ساری کی سے نکلیں یا خدا تو مولف و مصنف کا وہ معیار لاجہ اس کا مرکز خاطر ہے اور جس نیت سے وہ اپنی قوت
دماغی و مالی صرف کی ہر کا ثمرہ و ایں میں اس عطا کر اور اسنو یاد دہن عمل کی توفیق دے۔

آمین ثم آمین

اخبار شمیم

اگر دو لکھ پچھار فارم - ویسی انشا پر دانی اور نظم و نثر کا استاد - پولیٹیکل اور سوشل معاملات کا جرنل سماں پر شریک و بدعت کی برائیاں تو حید و سنت کی خوبیاں ظاہر کرنے والا مغربی اور مشرقی روشنی کا مقابلہ کر کے خدا صفا دوع مالکد بر عمل سکھانے والا کانٹے دو کر کے بھول چٹنے کی ہدایت کرنے والا ہر انگریزی مہینہ کی پہلی - آٹھویں - سوٹھویں - چوبیسویں - کو شائع ہوتا ہے قیمت پیشگی سالانہ مع محصول ڈاک مع

حمایل کلام مجید مع حاشیہ

میں اسطور میں شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ اور حاشیہ پروردہ احادیث و حدیث دو ترجمہ اور فوائد و حاشیہ قرآنی سے منطبق ہیں طویل اور بسیط احادیث اور اول کے ترجمہ کے لئے اخیر میں صفحات کا نمبر دیکر ہر جزو کے قریب اور اق لگائے گئے ہیں بیشک ایسی حمایل آج تک طبع نہیں ہوئی جس میں قرآن و حدیث دو دو موجود ہیں یہ حمایل و اعلموں کی تورج ہے قیمت مع محصول ڈاک کے

شمایل نبوی صلیم

آخرت صلعم کے عادات و خصائل و طرز معاشرت کا احادیث کی مدد سے بیان ہے اسطور میں اردو تحت اللفظ ترجمہ ہے ہر صفحہ میں فوائد حاشیہ پر نبوی راہ سنت اور دیوان حضرت مسلم قوم در لغت ہے اسکے دیکھے ہوئے بیان بارہ ہوتا جو حسن عمل کی توفیق ہوتی ہے - جلی قلم ہے دبیر کا غز ہے قیمت مع محصول ڈاک پھر

تعلیم و عمل بالحدیث یہ عجیب عربی کتاب نواب محسن الملک محسن الدولہ مولوی سید محمد علی خان صاحب بہادر فاضل سکرری حید آباد دکن و مصنف آیات بنیات و تصنیف فرامی ہو ہیں تقلید کی پوری تلاش ہے کہ کب سے شروع ہوئی اور کب سوائے اسکے - جاکو زور ہوا اور اس سے پہلے صحابہ کا کیا عمل تھا اور پھر آئمہ اک حاکم ہر دیکھو نبوی و عطا کر گئی ہے قیمت مع محصول ڈاک بصیغہ دیو پے اپریل ۶

المنشقر البواوریں حسن شرکت میر غنہ ہند